جن حضرات ذوی علم نے اس کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور اس کی نسبت رای دی اور اسکی تحسین کی اونکی تحریرین ذیل مین درج ہین

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی صاحبزادہ میر تلاوت علیخانصاحب بی۔ اے۔ صدر مہتمم مدارس مستقرہ بلدہ سرکار عالی

مین نے اس کتاب کو دیکھا۔ اس مین جو قواعد درج ہین اور جو نظمین پند و موعظت کو اور نیز محاورات و اصطلاحات وغیرہ داخل کتاب کئے گئے ہین اسمین شک نہین ہے کہ طلبہ کے لئے نہایت مفید ہین اور اس کتاب کے مطالعہ سے علاوہ حصول لیاقت کے اون کی درستی اخلاق بھی متصور ہے۔ فقط

میر تلاوت علیخان
۳ شہریور ۱۳۲۰ ف

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی آغا سید حسن صاحب بی۔ اے۔ سابق صدر مہتمم صوبہ گلبرگہ حال مددگار معتمد تعلیمات سرکار عالی

مولف نے نہایت عرق ریزی سے بحر ناپیدا کنار کو کوزہ مین بند کیا ہے گدایان علم غواصی کرین اور اپنا اپنا کشکول لا لی ابدار سے مملو کرین۔

سید حسن
۱۱ / ۹ / ۲۰

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی سید امیر علیصاحب بلگرامی بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا۔ صدر مہتمم صوبہ گلشن آباد سرکار عالی

منتخبات مفید ہون مگر عموماً دلچسپ نہین ہوتے اور ایک بڑے گروہ کے نزدیک انکا مفید ہونا بھی اشکال سے خالی نہین۔ مولوی شیخ حیدر صاحب کی گنجینہ النصائح مین نہ صرف منتخبین بے شمار ہین بلکہ اسکی لہرین نہایت خوشگوار ہین۔ میرے خیال مین اگر اس کتاب پر اور دو کتابین انہین اصول پر زیادہ کیجائین جو ایک سے ایک سہل ہون تو ہمارے مدارس کے تینون

طبقات کے لئے یہ ایک مفید سلسلہ ہو جائیگا۔ فقط

امیر علی
۲۶ آبان ۱۳۲۰ ف

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب صدر مہتمم تعلیمات سرکار عالی

مولوی شیخ حید رصاحب نے یہ کتاب مجھے دکھائی۔ میں نے بغور اسکو دیکھا۔ میرے خیال میں یہ کتاب واقعی مدارس فوقانیہ اور رشدیہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ بہتر ہوگا اگر جناب ناظم صاحب تعلیمات اس کتاب کو کورس میں پڑھانے کیلئے انتخاب فرمائیں اہل ملک کو بھی فائدہ ہوگا اور لایق مولف کی بھی قدر افزائی ہوگی۔ فقط

محمد اسحاق

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی سید ظہور علی صاحب بی۔ اے مدرس مدرسہ نظامیہ سرکار عالی

منتخبات نظم نتیجہ خیز و اخلاق رموز ہیں۔ لایق مولف نے قواعد جیسی روکھی چیز کو دلچسپ بنانیکی کوشش کی ہے جو ہر طرح قابل قدر ہے۔ فقط

سید ظہور علی
۱۶ آبان ۱۳۲۰ ف

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد جمال الدین صاحب منشی فاضل مولوی فاضل مددگار اول عربی و فارسی مدرسہ عالیہ سرکار عالی

یہ کتاب میں نے دیکھی قواعد پر بھی نظر ڈالی اور نظم و نثر پر بھی قواعد بھی مفید ہیں اور نظم و نثر بھی مفید نفاست معانی کے ساتھ سلاست بیان بھی ہاتھ سے نہیں گئی قواعد کی تحریر اور نظم و نثر کا انتخاب لایق داد و قابل صاد ہے۔ مولوی شیخ حید رصاحب کی ایک اور تالیف اس سے پہلے بھی

میری نظر سے گزری ہے مولوی صاحب کی خداداد قابلیت تالیف مین ایک خاص رنگ پیدا کرتی
ہے جو صرف دلچسپ ہی نہین ہوتا بلکہ کبھی غیر معمولی فواید پر بھی محتوی رہتا ہے ایسے لائق اور جفاکش
مولف کی قدرشناسی سرکار کے ہاتھ ہے اگر سرکار اپنی عام فیاضی سے اس کتاب کو بھی نصیب رکھیگی
اور مولف کی قدردانی مین کوئی حصہ لےگی تو صرف مولف کا ہی فائدہ نہین ہے بلکہ لائق افراد کیلئے
ترقی کا ایک کشادہ اور وسیع راستہ بھی پیدا ہو جائیگا جس پر قدم رکھنے کے لئے ہر ایک لائق شخص
کوشش کئے بغیر نہ رہیگا۔ مورخہ ۱۰ مہر سنہ ۱۳۲۰ ف

محمد جمال الدین عفی عنہ

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب پروفیسر عربی و فارسی ادب آموز اولاد آصفیہ مدرسہ عزہ
میں نے اس کتاب کو ابتدا سے انتہا تک دیکھا۔ یہ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعانی طلبۂ مڈل اور
مٹریکیولیشن وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے مولف نے کتاب مذکورہ مین مسائل صرفیہ و نحویہ کو نہایت
تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے فقط زیادہ والسلام

محمد عبد الجبار خان

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد کامل صاحب پروفیسر عربی و فارسی ادب آموز اولاد آصفیہ مدرسہ اعزہ
مڈل و مٹریکیولیشن کلاس کے امتحان مین ممتحنین جو امور ملحوظ رکھتے ہین اون مین سے اکثر کی تفصیل
و تشریح بخوبی اس رسالہ مین کیگئی ہے طلبہ کو نہ صرف بلحاظ تہیۂ امتحان بلکہ اس رسالہ کو بھی کہ بغور مطالعہ کرنے
ما ہو فیہا کے ضبط رکھنے سے فارسی تعلیم کی بنا مستحکم کر سکتے ہین مولف کا شکرگزار ہونا چاہئے فقط

محمد کامل ادب آموز اولاد آصفیہ ۱۴ محرم سنہ ۱۳۱۲ھ

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی عون الدین محمد صاحب پروفیسر عربی و فارسی مدرسہ دار العلوم سرکار عالی

اس رسالہ کو مین نے کئی دفعہ دیکھا ہی۔ واقعی یہ رسالہ بہت ساری کتب ادبیہ فارسیہ کا موزون انتخاب ہی۔ اور فارسی آموز طلبہ کیلئی امتحانات مروجہ مین کامیاب ہونے کا خاص نصاب ہی۔

عون الدین محمد

تحریر عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد عزیز الدین صاحب پروفیسر عربی و فارسی سٹی ہائی سکول سرکار عالی

اکثر اس کتاب کے ابواب یونیورسٹی کے سوالات کا نمونہ ہین البتہ اس سے متعلمون کو بڑی مدد ملیگی اور معلمون کو بھی اثنائے تعلیم مین اس کتاب سے اعانت ہوگی فقط ۲۷ محرم ۱۳۳۲ھ ۔ محمد عزیز الدین ۔

قطعہ تاریخیہ از افکار عالیجناب علامی فہامی مولانا مولوی محمد عبد الواجد صاحب متخلص بہ واجد پروفیسر عربی و فارسی فرزند و شاگرد مولانا مولوی محمد عبد العلی صاحب والہ مرحوم و مدرس فارسی مدرسہ فوقانیہ بلدہ سرکار عالی

شیخ حیدر صاحب والامقام	فیض بخش طالبان نیک نام
نامۂ بحر الفوائد را نوشت	یا کہ اے دل کرد دریا را بجام
نام نیک رفتگان را زنده کرد	چون نماند نام نیکش را قیام
نامۂ او کامیابی راست گنج	از برای طالبان نیکنام
ای زبان فارسی برخود ببال	زانکہ شد قانون وحشی تو رام
ہر کہ جوید قاعده در فارسی	باشدش این قاعده نیل مرام
چون نباشد قدر فرمایش چو ہست	حضرت نواب خورشید احتشام
آن عماد الملک نواب کریم	تاج آمد بر سر علم و نظام
گفت واجد سال طبع این کتاب	ہست در بحر فوائد فیض عام ۱۳۳۲

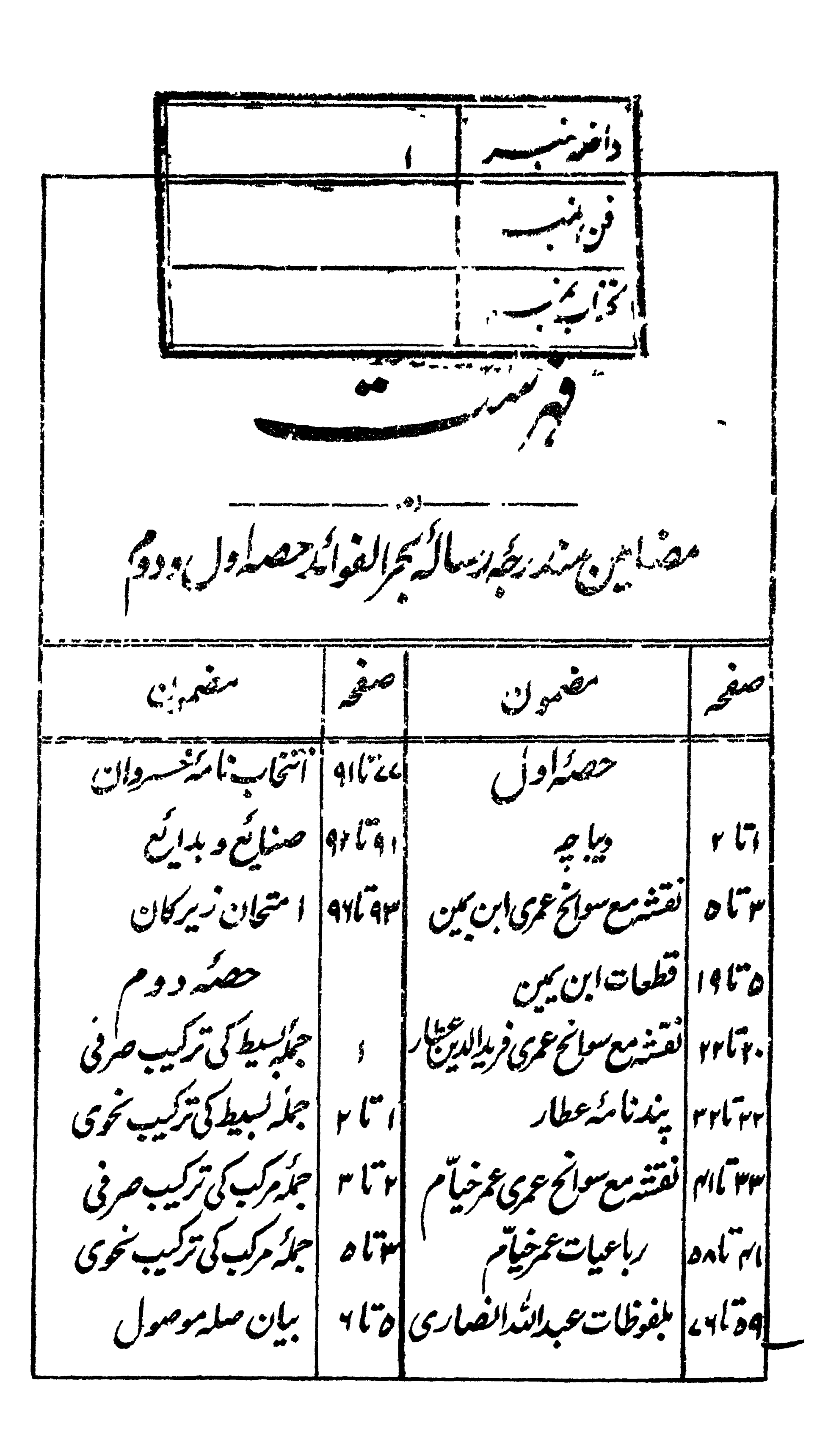
CONTENTS.

—:o:—

Part I.

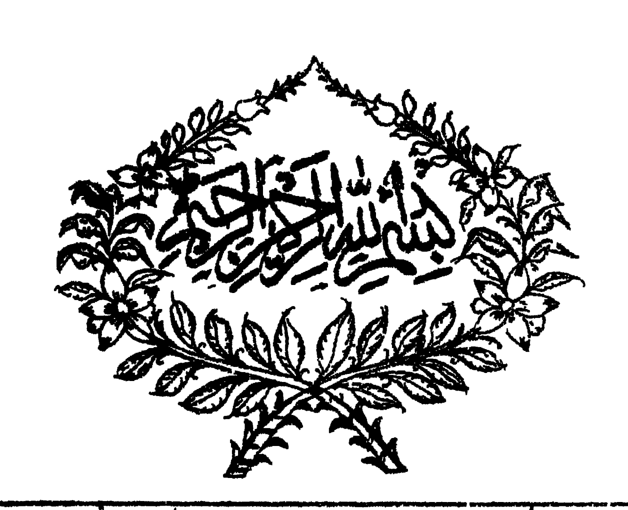
—:o:—

Part II.



فہرست

مضامین مندرجہ رسالہ بحر الفوائد حصہ اول و دوم



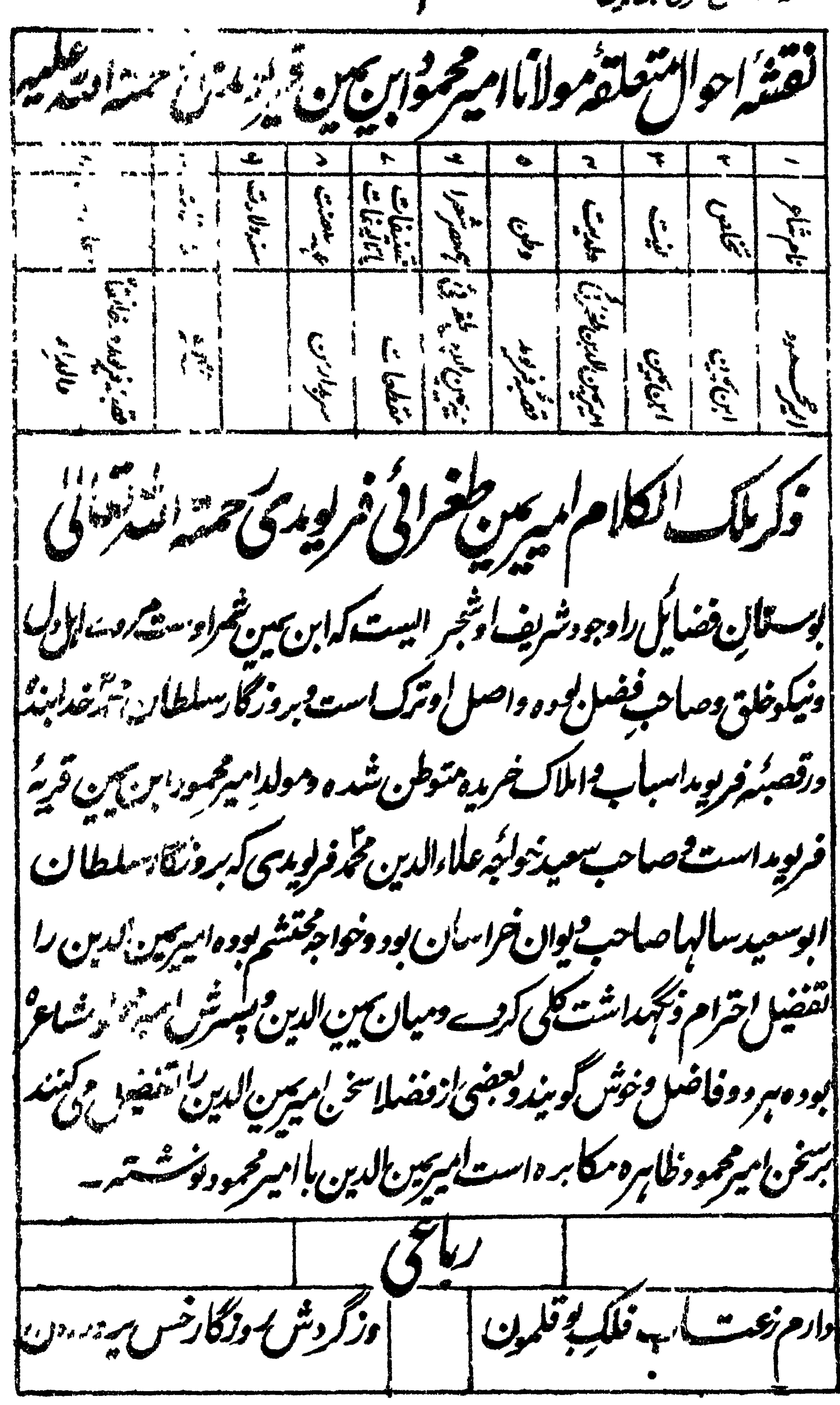
خدایا مطلع انوار رحمت ساز جانم را کلید مخزن انوار دل گردان زبانم را

سپاس بیقیاس اوس خداوند پاک کے لائق ہے کہ تصریف احوال کائنات اوس کے اختیار مین ہے اور ہر فعل کا وہی فاعل ہے نعت اوس سرور لولاک کو سزاوار ہے جس نے زن و مرد کو خدائے بزرگ و برتر کے پہچاننے کا راستہ بتایا امّا بعد احقر العباد شیخ حیدر ولد محمد حسن رضا ساکن کاچی گوڑہ مدرس گورنمنٹ سٹی ہائی اسکول عرض پرداز ہے کہ کوئی کتاب فارسی طالبان علم انگریزی درجہ مڈل اسکول و میٹرکیولیشن وغیرہ کیلئے ایسی موجود نہین ہے کہ جسمین طریقہ سوالات یونیورسٹی یعنی ترتیب نثر و ترکیب صرفی و نحوی و عبارت سلیس و سوالات گرامر و اشتقاق و مادہ لفظ و محاورات معانی و نظائر وغیرہ مندرج ہون جس کے مطالعہ سے طالب العلم مدارس انگریزی فائدہ حاصل کرین اور بآسانی امتحان مین جواب دے سکین اور اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ طلبہ انگریزی امتحان یونیورسٹی ناکلم

یعنی ملکی زبان مین خاص کر اس قسم کی تعلیم سے کامیاب ہوئے ہین پس اس مدرس کو یہ
خیال ہوا کہ کوئی کتاب ان طلبہ کیلئے ایسی تجویز کیجائے کہ جس مین ایک حصہ تو نظم و
نثر کے لئے معین ہو دوسرے حصہ مین اکثر امتحانی امور درج رہین تاکہ طالبعلم
نظم و نثر سے بھی فائدہ اٹھائین اور امتحانی امور سے بھی اچھی طرح واقفیت
حاصل کرین مین نے ان تمام ابواب کو جمع کر کے اس کتاب کا نام
بحر الفوائد رکھا ہے اور اوس کی دو حصون پر تقسیم کی ہے
پہلا حصہ نظم و نثر کا مجموعہ ہے نظم مین قطعات ابن یمین پندنامہ عطار اور
رباعیات عمر خیام کا انتخاب ہے اور نثر مین ملفوظات حضرت عبداللہ انصاری
اور نامۂ خسروان کا اختصار ہے۔
دوسرے حصے مین وہ تمام امتحانی امور بتائے گئے ہین جو طالب علم
کے لئے امتحانات یونیورسٹی مین کارآمد اور کامیابی امتحانات مین نہایت
مفید ہو ارباب علم و فضل سے امید ہے کہ اگر کسی خطا پر نظر پڑے تو از راہ
لطف و کرم اصلاح فرما دینگے کیونکہ خطا انسان کی سرشت مین داخل ہے
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔

رباعی

یابی چو درین نامہ خطا عیب مکن
بے عیب بود ذات خدا عیب مکن
از جانب حق دان تو ہمہ خوب و خراب
میدانی اگر عقل رسا عیب مکن



نقشهٔ احوال متعلقهٔ مولانا امیر محمود ابن یمین [illegible] رحمة الله علیه

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹		
نام و نسب	تخلص	کنیت	لقب	وطن	معاصرین	تصنیفات	[illegible]	سن وفات	[illegible]	[illegible]
امیر محمود	ابن یمین	ابن یمین	امیر فخر الدین [illegible]	قصبهٔ فریومد	[illegible]	مقطعات	سبزوار [illegible]		[illegible]	[illegible]

ذکر ملک الکلام امیر یمین طغرائی فریومدی رحمة الله تعالی

بوستان فضائل را وجود شریف او شجر الیست که ابن یمین شعراء [illegible] مردے اہل دل و نیکو خلق و صاحب فضل بوده و اصل او ترک است و بروزگار سلطان [illegible] خدابنده در قصبهٔ فریومد اسباب و املاک خریده متوطن شده و مولد امیر محمود ابن یمین قریهٔ فریومد است و صاحب سعید خواجه علاء الدین محمد فریومدی که بروزگار سلطان ابوسعید سالها صاحب دیوان خراسان بود و خواجه محتشم بوده امیر یمین الدین را تفضیل احترام و نگهداشت کلی کردے و میان یمین الدین و پسرش امیر محمود مشاعره بوده هر دو فاضل و خوش گویند و بعضی از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفضیل می کنند بر سخن امیر محمود و ظاهره مکابره است امیر یمین الدین با امیر محمود نوشته —

رباعی

وز گردش روزگار خس [illegible] دون	دارم ز عتاب فلک بوقلمون

چشمی چو کنارهٔ صراحی همه اشک — جانی چو میانهٔ پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر می گوید

رباعی

دارم زجفای فلک آئینه گون — پر آه دلی که سنگ از و گردد خون
روزی بهزار غم بشب می آرم — تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون

ومکاتب بنظم ونثر که امیر یمین الدین بفرزندش امیر محمود از روم بخراسان نوشته وجواب ابن یمین الدین پدر را شهرتی دارد واین تذکره تحمل آن نیارد و وفات امیر یمین الدین در شهور سنه اربع وعشرین وسبع مایة بوده در قصبهٔ فریومد فونست واحفاد واعقاب او دران ولایت الیوم متوطن اند اما وزیر خیر خواجه علاء الدین محمد ابا عن جد از صنادید خراسان است در روزگار سلطان ابو سعید خان وزیر باستقلال وامور خراسان سالها منوط او بوده در قصبهٔ فریومد شهرستان را او بنا کرده وعمارت عالیست ودر مشهد مقدسهٔ رضوی ایوان ومنارهٔ عمارت ساخته وبعد از وفات سلطان ابو سعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد لشکر جمع کرده سربدان بر و خروج کردند ودر شهور سنه سبع وثلاثین وسبع مایة از سربداران هزیمت کرده ولشکر سربدال او را نواحی کوهسار استراباد بقتل رسانید۔

ذکر مفخر المتاخرین امیر محمد ابن یمین الدین وهو محمد بن یمین الدین الفریومدی

چنان بود پدر و کش چنین بود فرزند — چنان بود عرضی کش چنین بود پیوند

الحق امیر محمود از فضلائی عہد خود بودہ و اخلاق حمیدہ و سیرت پسندیدہ داشتہ طبع ظریف و سخنی دلپذیر دارد و از ہمت نان حاصل کردے و فضلا را و فقرا را ضیافت کردے و اکابر او را حرمتی زیادہ از وصف میداشتہ اند و الیوم در ایران و توران سخن او را میخوانند بتخصیص مقطعات او را کہ در مجلس سلاطین و حکام و صدور و وزرا قدرے و قیمتی دارد

انتخاب از قطعات ابن یمین

قطعہ

یک نصیحت یاد دارم از پدر
آفرین بر جان پاکش آفرین

بارہا گفتی کہ اے فرزند من
تا توانی صحبت نیکان گزین

نیک و بد را فرق کن از یکدگر
از بدی دل بگسل و نیکی گزین

ہمنشین مردمان نیک باش
ور نہ باری با بدان کمتر نشین

قطعہ

صحبت نیکان بود مانند مشک
کز نسیمش میشود جان با اثر

در زمین دل نشان تخم ادب
تا درخت عزتت آید ببر

از ہنرمندان گزین تو دوستی
زانکہ یاری را نشاید بے ہنر

ہر کس از ناکس طمع دارد وفا
از درخت بید کی جوید ثمر

تا نہ پرسندت مگو از پیچ و تاب
تا نخوانندت مرو بر ہیچ در

قطعه

از حسد دور باش و شاد بزی ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ با حسد هیچکس نباشد شاد

گر طرب را نکاح خواهی بست ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ مر حسد را طلاق باید داد

قطعه

سخن رفته دگر بار نیاید بزبان ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ اول اندیشه کند مرد که عاقل باشد

تا زمان دگر اندیشه نباید کردن ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ که چرا گفتم و اندیشهٔ باطل باشد

قطعه

جهان بگشتم و آفاق سر بسر دیدم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ نه مردمم اگر از مردمی اثر دیدم

درین رواق زبرجد بخانهٔ خورشید ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ نوشته سخن خوش بآب زر دیدم

که ای بدولت دو روزه گشته مغرور ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ مباش غره که از تو بزرگتر دیدم

کسی که تاج مرصع صباح بر سر داشت ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم

ز حادثات جهانم همین پسند آمد ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ که خوب و زشت و بد و نیک درگذر دیدم

قطعه

چون جامهٔ چرکین شمرم صحبت نادان ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ زیرا که گران گردد و تن گرم ندارد

از صحبت نادان بتر است نیز بگویم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ خویشی که توانگر شده آزرم ندارد

زین هر دو بتر نیز شنیدی که بجا نه ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ یا خنجر خونریز دلی نرم ندارد

زین هر سه بتر نیز بگویم که چه باشد ‌‌‌‌‌‌‌‌‌ پیری که جوانی کند و شرم ندارد

قطعه

هرگز نه لایق ست ز بهر دو روزه عمر / مغرور جاه و نعمت دنیا شود کسی
یا از برای یک شکم نان نیم سیر / گرد و رهین منت انعام هر خسی
آزاد باش و فارغ و قانع ز بهر آنکه / دل در خدای بند و مجو آرزو بسی

قطعه

شنیده ام که بآب زر این حدیث چو زر / نوشته اند بر ایوان کاخ اسکندر
که مال و ملک جهان را اگر بقا بودی / ز دیگری نرسیدی بمن ز من بدگر
عزیز من دو سه روزی که فرصتی داری / چنان نه ای که چو بیرون روی ازین کشور
بهر دیار که نامت کسی برد بزبان / بجز دعات نگویند کهتر و مهتر
پدر که جان عزیزش بلب رسیده چه گفت / یکی نصیحت من گوش کن تو جان پدر
بهر دیار که در چشم خلق خوار شوی / سبک سفر کن از آنجا برو بجای دگر
بشهر خویش بسی بیقدر بود مردم / بکان خویش بسی بی بها بود گوهر
درخت گر متحرک شدی ز جای بجای / نه جور اره کشیدی و نی جفای تبر
اگرچه دوست عزیزست راز دل مگشای / که دوست نیز بگوید بدوستان دگر
بکوش تا بتوانی دلی بدست آری / که در جهان به ازین نیست هیچ جان پدر

قطعه

درین زمانه ندیدم کسی ز اهل طمع / نظر بدوزد و بهر طمع زبون نشود

مجردی چو الف در جهان نمی بینم | که پیش نون طمع قامتش چو نون نشود
چو خاک پای پشیمان شود زآتش حرص | شود بباد همه آبرو و چون نشود
غلام خاطر آنم که همت عالیش | رهین منت ابنای دهر دون نشود

قطعه

انصاف فلک ببین که درین مدت اندک | چه شور برانگیخت ز بیداد چه شر کرد
اسباب مرا او بتاراج پس آنکه | سد رمق قوت نواله بجگر کرد
گردون چه بود چیست ستاره چه بود چرخ | تقدیر خدا بود حواله بقدر کرد

قطعه

پدر که روح وی از نور حق منور باد | مرا سه پند نکو داد یادگیر از من
یکی که هیچ که خوری نان بجز کلیچه مخور | دوم مجامعت بکر و دور باش از زن
سوم بنای سرائی بنه بهر شهری | بشهر خویش قناعت مکن بیک مسکن
بگفتم ای پدر مهربان جز اک الله | چگونه دست دهد کار بستن این سه سخن
جواب داد که ای روشنی چشم پدر | بیان کنم که شود بر تو این سخن روشن
بگاه خوردن نان باش یکزمان مشغول | که چون کلیچه شود پیش تو جو و ارزن
جماع نیز گهی کن که کوز پشت عجوز | شود چو دختر دوشیره قد چو سرو چمن
بهر دیار که بینی غریب از ره لطف | غبار راه بفشان سفره بهر او بفگن
اگر تو نیز بشهر وی اوفتی بگذر | بنانهاده بود در کشاده جائے وطن

بیاد آر ز من این سه چند جان پدر | که همچو گوهر ناب است همچو در عدن

قطعه

صنعت کیمیا اگر خواهی | با تو گویم که چیست اکسیرش
کیمیائی کشد انقلابی | نیست توقیر او چو تقصیرش
گر ترا گنج و سیم و زر باید | من بگویم که چیست تدبیرش
و همت پیشه گیر و قانع شو | تا ببینی که چیست تاثیرش
آن فوائد که اندرین کار است | عقل عاجز شود ز تقدیرش
از یکی هفت صد شود حاصل | بنگر اینک باصل و توفیرش
بیش ازین هست هم ز رحمت حق | هم ز تقصیر است تاخیرش

قطعه

چهار چیز که آئین مردم هنری ست | که مردم هنری نیست زین چهار بری
یکی سخاوت و همت چو دستگاه بود | بتازه روئی آنرا ببخشی و بخوری
دو دیگر آنکه دل دوستان نیازاری | که دوست آئینه باشد اندرو نگری
سه دیگر آنکه کسی کو بجائی تو بد کرد | چو عذر خواهد نام گناه او نبری
چهارم آنکه زبان را بوقت گفتن بد | نگاه دار که تا وقت عذر غم نخوری

قطعه

ای برادر بشنو از من تا توانی زن مخواه | گر همی خواهد دولت کز زندگانی برخوری

صبر کردن مرد را بر بی‌زنی آسان‌تر است — زانکه بر تکلیف زن باید نمودن صابری

گرچه تزویج است سنت لیک گر داری خرد — اندرین ره فرض کن کز دین عیسی بهتری

ور درین داری تردد حال عیسی را ببین — چون ز زن بگذشت بر شد طارم نیلوفری

قطعه

برای نعمت دنیا مکش مذلت حق — که نزد اهل خرد زین سبب خسی باشی

ز خون دیده غذا گر کنی از آن خوشتر — که زیر منت احسان ناکسی باشی

قطعه

چهار چیز دهد آبروی مرد بباد — باختیار مباش ای پسر مباشر آن

یکی دروغ دویم صحبت عوام الناس — سیوم مزاح چهارم شراب با نادان

قطعه

ز روزگار حوادث امید امن مدار — که در تموز ندارد ولیک برف هوا

جهان بحقهٔ سربسته ماند از تقدیر — برون برنگ منقش درون بزهر بلا

قطعه

شبی با فلک گفتم از روی حیرت — که ای سر بسر کار تو بیوفائی

بسی داغ غم می نهی بر دل من — که از دوستانم جدائی نمائی

جوابی بگو وارهم از تو سولے — که یابد دل از قید این غم رهائی

چه بدتر ز اندوه مرگ آدمی را — بگفتا جدائی جدائی جدائی

قطعه

بحق چار محمد بحق چار علی — بحرمت دو حسن مقتدای جملهٔ جهان
بیک حسین و بیک جعفر و بیک موسی — که بنده ابن یمین را ز دست غم برهان

قطعه

کریم زاده چو مفلس شود بدو پیوند — که شاخ میوه دگربار بارور گردد
لئیم زاده چو منعم شود ازو بگریز — که مستراح چو پر گشت گنده‌تر گردد

قطعه

گر بدانی فریب دنیا دون — دل بجان آیدت ز صحبت او
دشمنی در لباس دوست بود — که کند تکیه بر محبت او

قطعه

دلا مکارم اخلاق گر همی خواهی — دو کار پیشه کن اینک مکارم اخلاق
مشو مخالف حکم خدای عز و جل — بکوش تا بود اندر میان خلق وفاق

قطعه

گر ستم میرسد از غیر ترا باک مدار — که مرا تجربه افتاد درین کار بسی
او نماند ابدا ظالم و تو مظلومش — که بد و نیک بیک حال نماندست کسی
چون بد و نیک سرانجام فنا خواهد یافت — جز نکوئی مکن ار هست ترا دست رسی

قطعه

حاسدِ بد سگال را گفتم
که چرا نقص دوستان خواهی
آفتاب سعادتِ هر کس
که نیابد زوالِ آن خواهی
چه کنی این جهانِ فانی را
کس بصد آرزوی جان خواهی
من ز بهر حیاتِ نان خواهم
تو حیات از برای نان خواهی

قطعه

هر که رنجی کشیده گنج نهاد
بضرورت بدیگری بگذاشت
چون نظر می کنی بر آخر او
حاصل از گنج غیر رنج نداشت
خرم آنکس که همچو ابن یمین
نخورد وقتِ شام انده چاشت

قطعه

بکام خویش نبوش و بنامِ نیک بکوش
طمع ببر ز بخیل و ز بخل او مخروش
کریم کو کرم از کجا توانی کرد
درین تفکر و حیرت بمانده بودم دوش
صفای خاطرم آواز داد کای نادان
مکن حدیث کرم بندگی این می نوش
ازان سبب که تو امروز بر بسیط زمین
کرم نیابی جز در دکان باده فروش

قطعه

فرزند خواجه در هنر از خواجه کمتر ست
گرچه بشکل و صورت بهتر بسی از وست
میگوید آنکه این پسر است آن پدر را ازانکه
پس مغز گر بدی به ازان نیز هست پوست

خاقانی بلند سخن خوش مثال این ‌ ‌ ‌ گفتست نکته بشنو زانکه بس نکوست
هر چند مار چو به بر آید بشکل مار ‌ ‌ ‌ کو زهر مهره دشمن و کو مهره مهر دوست

قطعه

هزار بار پیاده اگر بکعبه روی ‌ ‌ ‌ که بر طریق توکل سپرده باشی راه
هزار مسجد اگر همچو مسجد اقصی ‌ ‌ ‌ بدست رنج خود از خاک بر کشی از راه
هزار اسیر مسلمان متقی هر روز ‌ ‌ ‌ به تیغ اگر برهانی ز کافر بدخواه
هزار برهنه و رصد هزار گرسنه را ‌ ‌ ‌ بکسب خویش گر ایمن کنی ز راه اله
ثواب این همه رجنب این گنه باوست ‌ ‌ ‌ گر از درونه صاحبدلی بر آری آه

قطعه

چیزیکه رفت سخت مکن یاد او دگر ‌ ‌ ‌ زیرا که تازه کردن غم کار عقل نیست
تا نقد روزگار ترا کم زیان شود ‌ ‌ ‌ بگذار زانکه سود در او بار عقل نیست
نه نه عقال عقل بیفگن ز پای دل ‌ ‌ ‌ کاغیار غم کم است او بار عقل نیست
مانند باغبان همه بر گل کند نشاط ‌ ‌ ‌ هر دل که خستگی وی از خار عقل نیست
خوش روزگار ابن یمین کش خدا بداد ‌ ‌ ‌ آزادگی ز آنکه گرفتار عقل نیست

قطعه

گردش گردون دون آزادگان را خسته کرد ‌ ‌ ‌ گو دل آزاده [illegible] ز غم دل مجروح [illegible]
ور عنا تا کی توان بودن بامید بهی ‌ ‌ ‌ گر کسی [illegible] بست عمر نوح [illegible]

قطعه

چه خوش بودی اگر این زندگانی	که کس را با کس آشنائی نبودی
وگر زانکه بودی بیاران همدم	فلک را سر بیوفائی نبودی
خوش است آشنائی بهم اهل دل را	چه بودی که رسم جدائی نبودی

قطعه

نان و سرکه گر نهی پیش کسی	لفظ خود شیرین کنی چو انگبین
به که حلوا و شکر پیشش آوری	وانگهی سرکه بمالی بر جبین

قطعه

اهل عقبی دار دنیا را مثالی کرده اند	عرصهٔ دارم گرچه بعضی را نیاید دلپذیر
نسبتش با مستراحی کرده اند از بهر آنکه	باشد از بهر قضای حاجت از وی ناگزیر
نیک چون حاجت بر آید روز آنجا در گذر	زانکه عاقل نبود اندر مستراحی جایگیر
تو بگوش دل نیوشی پند اصحاب خرد	اینت جائی بس شگرف و اینت جا بینظیر

قطعه

ندیدم من از آدمی هیچ کس	که اخلاق او جمله باشد نکو
هنرمند را این هنر بس بود	که گویند این هست با عیبها

[illegible]

دوستان گر بدوستان نرسند
اندرین روزگار معذور اند

قطعه

مرد باید که در جهان خود را
همچو شطرنج باز پندارد
هر چه یابد ازان خصم برد
وانچه دارد نگاه می دارد

قطعه

بگفتار اگر دُر فشاند کسی
خموشی به بسیار ازین خوشتر است
خردمند خامش بود چون صدف
اگرچه درونش پر از گوهر است

قطعه

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد
بکامِ دوستانش سر جُدا کن
وگر خواهی ثوابِ نیک مردان
طمع از جهان ببر او را رها کن

قطعه

ای سروری که در رهِ مردی و مردمی
رستم ترا مقابل و حاتم نظیر نیست
گر زخم تیغ دستِ ترا خستگی رساند
بشنو که هیچ عذر ازین دلپذیر نیست
دستِ گهرفشانِ تو [illegible]
رنجیده [illegible] نیست

از کوی حیات تا [illegible]
[illegible] که اندیش [illegible]

قطعه

آنرا که ندانی نسب و نسبت و حالش — او را بنود هیچ گواهی چو فعالش
زیرا که درختی که مر او را نه شناسی — بارش خبر آرد که چه بودست نهالش
آنرا که پسندیده بود خوی و خصالش — زنهار مپرس از پدر و عم و ز خالش
زیرا شرف مرد باصل و بنسب نیست — در معرفت و عقل و تمیزست و کمالش
شهزادهٔ نادان که در او علم و عمل نیست — بیقدر بماند چو نماند زر و مالش
درویش که او معرفت علم و عمل یافت — او سلطنتی یافت که خود نیست زوالش
از صحبت نااهل بصد مرحله بگریز — تا در دهن شیر نیفتی ز خصالش

قطعه

دانی بزرجمهر حکیم جهان چه گفت — بشنو که بشنوی سخنش هر که عاقل است
گر مرگ در پی است اجل از الهی بود — ور حق بود قضا و قدر سعی باطل است
در نفس سیرتیست که در ذات آدمیست — آنرا شناختن بیقین کار مشکل است
بنشین و ایمن از همه کس نفس خویش را — کشتن بدست خویش نه هر جاهل است

قطعه

در پشت کتاب تو نوشتم — این قطعه ز بهر یادگاری
شاید که برین بهانه روزی — در وی نگری و یاد آری

قطعه

ترا برادر جانی بود هر آنکس کو
زعین لطف عیوب تو باز پوشاند

زجمله خلق جهان با که از خودش لیکن
بشرط آنکه ترا مطلع بگرداند

که دوست نیست هر آنکس که در همه احوال
بهر سخن که تو گوئی سری بجنباند

قطعه

ای سپهر بیوفا بر من جفا تا کی کنی
بر گروه با وفا آخر جفا تا کی کنی

چشم ما را از غبار آستان سفلگان
تا چه مدت سرمه سازی توتیا تا کی کنی

گر شدی بیگانه از من دست از کارم مدار
هر زمانم با غم خود آشنا تا کی کنی

هر کجا عیسی دمی بار خر بر جان اوست
شرم بادت ای سپهر این شیوه تا کی کنی

عالمان بیگنه از ظالمان آزرده اند
ابن ملجم را عدوی مرتضی تا کی کنی

بر سر بازار ما بعضی بضاعت چون آن
گوهر فضل و هنر را بی بها تا کی کنی

جز کدورت نه بخیر و مصلحت ای ابن یمین
از کدورت ذمت خود را بی صفا تا کی کنی

قطعه

غلام مستی آنم که در خمار سحر
ز باد معصیت خود چو بید می لرزد

ازان حیا که در مغفرت گشاده شود
گهی که رخنه عصیان بتوبه در برزد

بگوئی زاهد مغرور را که مدت عمر
بر سهم اهل ریا طاعتی همی ورزد

اگر بیش رنجه مدار و مرنج بهر جهان
که دیده که دگر کسی زخاک سر برزد

بخاک پای قناعت که نزد بنده تو ‌‌ جهان بر بخشش آزاده نمی ارزد

قطعه

مرو بیار کاحتما نکند ‌‌ ز هیچ دانی که حال او چونست

میدهی تیغ تیز از سر جهل ‌‌ به عدوی که طالب خونست

قطعه

زآنها که خبث باطن ایشانست ظاهرست ‌‌ ابن یمین مرنج که به شان سرشت خوست

گر طعنه زنند بر اشعار عذب تو ‌‌ این فرقه عوام که بعضی نه خاص اوست

ور هم مشو که بی هنر از غایت حسد ‌‌ بر اهل فضل در همه ابواب عیب جوست

خواهند تا چو طوطی طبعت شکرفشان ‌‌ گردند لیک مغز شناسد خرد ز پوست

هر چند هست تازه و تر سبزه زمن ‌‌ هرگز کجاست سرو سهی بر کنار جوست

گر یک تن از نمامت حساد بدگهر ‌‌ گو را ز صد سخن که بگوید یکی نکوست

خاقانی فصیح درین باب یک دو بیت ‌‌ گفت ست بشنوند که از بس لطیف گوست

خاقانی آن کسان که طریق تو میروند ‌‌ زاغند زاغ را روش کبک آرزوست

گیرم که مار چوبه کنند تن بشکل مار ‌‌ کو زهر بهر دشمن و کو مهره بهر دوست

قطعه

ای دل از احوال خود می باش دایم باخبر ‌‌ طمطراقی خواجگی روزی سه چاری بیش نیست

گه گهی گر سوی دنیا اتفاقی می کند ‌‌ اهل عقبا از برای اعتباری بیش نیست

نقد عمر آنکس که در تحصیل فانی صرف کرد
بر سر بازار دانش هرزه کاری بیش نیست
بگذر از دوزخ نظر در جنت المأوی مدار
زانکه حاصل زین دو منزل اعتباری بیش نیست
عمر باقی خواه یعنی نام نیک ابن یمین
کین دو روزه عمر فانی مستعاری بیش نیست
گر نداری گوهر و زر زان چرا باشی دژم
این یکی زان آب و وان خاکساری بیش نیست
شهرت عالم شدی خوش زبانی اینت بس
غایت قصوای همت اشتهاری بیش نیست

قطعه

ز روی تیرگی گفتم مر این فیروزه خرگه را
که عاقل را چرا کشتی و وا دادی جان ابله را
ز پروین مهر بالستی و زنب فعلان مظلم را
بچنگال ذنب کردی سفید صورت مه را
فلک گردید با من گفت پیش آ تا فرو خوانم
حدیث گرگ و پیراهن منو یوسف و چه را
غلط گفت انوری حقا که هر روز یکی را
که سبلت بر کند ایام هر یکساله زده وه را

قطعه

کردم از مقبلی نهفته سؤال
کین قبولت چگونه پیدا شد
گفت واقف نه که اقبالم
در همه حال چون مهیا شد
جانب روی او بدست آمد
روی دلها بجانب باشد

تمت

نقشہ احوال متعلقہ مولانا شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

۱	نام شاعر	شیخ فرید الدین
۲	تخلص	عطار
۳	کنیت	ابو طالب
۴	ولدیت	ابراہیم عطار
۵	وطن	نیشاپور
۶	ہمعصر شعرا	
۷	تصنیفات یا تالیفات	دیوان عطار رباعیات عطار تذکرۃ الاولیا اخوان الصفا اسرار نامہ جواہر نامہ وصیت نامہ
۸	عہد سلطنت	سلطان سنجر و سلطان محمود سلجوقی۔
۹	سنہ ولادت	سنہ ۵۱۳ھ
۱۰	سنہ وفات	سنہ ۶۲۷ھ
۱۱	مقام دفن	نیشاپور

منطق الطیر۔ بلبل نامہ۔ جواہر الذات۔ حیدر نامہ۔ گل و ہرمز۔ شتر نامہ۔
مختار نامہ۔ سیاہ نامہ۔ الٰہی نامہ۔ مظہر العجائب۔ مصیبت نامہ۔ بے سرنامہ
گل و بلبل۔ و قصاید۔ و غزلیات وغیرہ۔ شیخ عطار۔ وہو ابو طالب
فرید الدین محمد وی از اجلہ مشایخ عظام و از اعزہ عرفای قوی الاحترام است
متقدمین او را شیخ الاولیا خوانند و متاخرین عرفا ویرا سلیمان ثانی دانند
جامع شریعت و حقیقت و طریقت است روائح مشکینۃ الفوائح کلامش
مشام دل را معطر و عطر آگین و حلاوت سخنانش مذاق جان را شیرین دارد
والد آنجناب در نیشاپور عطار بوده بعد از وفات پدر جناب شیخ ارشا
متوجہ آن شغل و درویش و توانگر را از اشربہ و ادویہ گوارا محظوظ و بہرہ مند
داشتہ گویند روزے فقیرے از اہل سلوک چون آثار قابلیت اصلی
و نور فطرت جبلی از جبین مبین او ساطع و لامع دید با کسوت فقر بدر دکان

وی آمده سوال کرد از کرم او بهره یافت باز بعد از ساعتی آمده مطالبه کرده بمطلب خود رسیده همچنین تا چند بار آمده بامید خود واصل شد تا بار آخر شیخ باو گفت تا کے ابرام خواہی کرد او در جواب گفت نمیدانم با این علاقہ چگونه ازین عالم خواہی رفت شیخ باو گفت شما چه نحو دراغ این فلک فانی خواہید کرد آن عارف فرمود که ما چنین میریم وکشکول خود را در زیر سر نهاده بجوار رحمت الٰہی رفت حال شیخ بعد از ملاحظه این حال دگرگون شده تمامی اسباب دکان را بغارت داده سالک وادی طریقت گردید و بآنجا که بایست برسد رسید تا آخر الامر در فتنه چنگیزی در نیشاپور اسیر مغولی شده دیگرے او را بهزار دینار میخرید شیخ گفت مرا مفروش که قیمت من زیاده برین است بعد از ان مغولے دیگر او را بمشت کاہی خریدار شد شیخ گفت بده که ازین بیشتر نمی ارزم آن مغول غضبناک شده آنجناب را در صد سالگی شهید کرد گویند چون گردن او را زوند او بدو دست سر خود را نگاه داشته بقدر نیم فرسنگ دویده تا آنجا که حال مرقد اوست رسیده همای روح پر فتوحش بآسمان علیین پرواز کرد مذکور است که قاتل او باکمال ندامت شیخ را بطریق مسلمین غسل داده وکفن کرده ودفن نموده وخود بادام حیات بر سر مزار کشیده انوار او مجاور بوده واستغفار میکرد وکان ذلک فی سنه ۶۱۹ ہجری

مشهور است که اشعار شیخ یکصد هزار بیت است وفقیر

پنجاہ ہزار بیت آنرا ملاحظہ کردہ اسامی مثنویات او بدین موجب است۔ الٰہی نامہ۔ جوہر ذات۔ منطق الطیر۔ مظہر العجائب۔ مصیبت نامہ۔ اشتر نامہ۔ بے سر نامہ۔ گل و بلبل۔ و قصائد۔ و غزلیات۔ و رباعیات نیز بسیار دارد۔ فقط۔

انتخاب از پندنامۂ عطار
مناجات بجناب مجیب الدعوات

پادشاہا جرم ما را در گذار
ما گنہگاریم و تو آمرزگار

تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم
جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم

سالہا در بند عصیان گشتہ ایم
آخر از کردہ پشیمان گشتہ ایم

دائما در فسق و عصیان ماندہ ایم
ہمقرین نفس و شیطان ماندہ ایم

روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
غافل از امر و نواہی بودہ ایم

بی گنہ نگذشت بر ما ساعتے
با حضور دل نکردیم طاعتے

بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود بعصیان ریختہ

مغفرت دارد امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا

بحر الطاف تو بی پایان بود
نا امید از رحمتت شیطان بود

نفس و شیطان زد کریما راہ من
رحمتت باشد شفاعت خواہ من

چشم دارم از کرم یا کم کنی — پیش ازان کاندر لحد خاکم کنی
اندران دم کز بدن جانم بری — از جهان با نور ایمانم بری

در بیان عمل خالص

هر که باشد اهل ایمان ای عزیز — پاک دارد چار چیز از چار چیز
از حسد اول تو دل را پاک دار — خویشتن را بعد ازان مومن شمار
پاک گردانی عمل را از ریا — شمع ایمان ترا باشد ضیا
چون شکم را پاک داری از حرام — مرد ایمان دار باشی والسلام
هر که دارد این صفت باشد شریف — ورندارد دارد ایمان ضعیف
هر که باطن از حرامش پاک نیست — روح او را ره سوی افلاک نیست
چون نباشد پاک اعمال از ریا — هست بیجا اصل چون نقش بوریا
هر که را اندر عمل اخلاص نیست — در جهان از بندگان خاص نیست
هر که کارش از برای حق بود — کار او پیوسته با رونق بود

در بیان مهلکات

چار چیز ست ای برادر با خطر — تا توانی باش زینها بر حذر
قربت سلطان و الفت با بدان — رغبت دنیا و صحبت با زنان
قرب سلطان آتش سوزان بود — با بدان الفت هلاک جان بود
زهر دارد در درون دنیا چو مار — گرچه بینی ظاهرش نقش و نگار

می نماید خوب و زیبا در نظر — لیک از زهرش بود جان را خطر
زهر این مار منقش قاتلست — باش از وی دور هر کو عاقلست
همچو طفلان منگر اندر سرخ و زرد — چون زنان مغرور رنگ و بو مگرد
زال دنیا چون عروس آراستست — در دو روزی شوی دیگر خواستست
مقبل آن مردی که شد زین جفت طاق — پشت بر وی کرد و دادش سه طلاق
لب به پیش شوی خندان میکند — پس هلاک از زخم دندان میکند

در سیرت مذمومهٔ ملوک

چار خصلت ای برادر در جهان — پادشاهان را همی دارد زیان
پادشه چون بر ملا خندان بود — بیگمان در هیبتش نقصان بود
باز صحبت داشتن با هر فقیر — پادشاهان را همی سازد حقیر
با زنان بسیار اگر خلوت کند — خویشتن را شاه بی هیبت کند
هر که را فر جهانداری بود — میل او سوی کم آزاری بود
عدل باید پادشاهان را و داد — تا ز عدلش عالمی گردند شاد
گر کند آهنگ ظلمی پادشاه — سود نکند مر ورا گنج و سپاه
با زنان شاهی که در ناوت نشست — دور نبود گر رود ملکش ز دست
چونکه عادل باشد و میمون لقا — باشد اندر مملکت شه را بقا
چون کند سلطان کرم با لشکری — بهر او بازند صد جان سرسری

در بیان باعث زوال سلطنت

چار چیز آمد فساد پادشاه — با تو میگویم ولی دارش نگاه
اول اندر مملکت جور امیر — دیگر آن غفلت که باشد در وزیر
رنج شه باشد خیانت در دبیر — بد بود گر قوتی یابد اسیر
چون کند در ملک شه میری ستم — پادشه را زین سبب باشد الم
چون بود غافل وزیر بیخبر — ملک شه از وی بود زیر و زبر
گر خلل در کاتب دیوان بود — عاقبت رنج دل سلطان بود
گر اسیران را شود قوت پدید — در ولایت فتنها گردد جدید
چون صلاحت در وجود شه بود — دست میران از ستم کوته بود
گر نباشد واقف و دانا وزیر — پادشه را زو بود رنج کثیر
گر ندارد شه سیاست را بکار — ملک ویران گردد از هر نابکار

در بیان حسن خلق

چار چیز آمد بزرگی را دلیل — هر که این دارد بود مرد جلیل
علم را اعزاز کردن بی حساب — خلق را دادن جواب با صواب
هر که دارد دانش عقل و تمیز — اهل علم و حلم را دارد عزیز
دیگر آن باشد که جوید وصل دوست — زانکه از دشمن حذر کردن نکوست

اے برادر گر خرد داری تمام　　نرم و شیرین گوی با مردم کلام
هر کہ باشد تلخ گوی و ترش روی　　دوستان از وے بگردانند روی
هر کہ از دشمن نباشد پر حذر　　عاقبت بیند از و رنج و ضرر
در میانِ دوستان مسرور باش　　گر خبر داری ز دشمن دور باش
در جوارِ خود عدو را راه مده　　از برائے آنکه دشمن دور بہ
با محبان باش دایم همنشین　　تا توانی روے اعدا را مبین
اے پسر تدبیر راه را توشه کن　　پس حدیثِ این و آن یک گوشه کن

در بیان اهل سعادت

شد دلیل نیک بختی چار چیز　　هر کہ این چارش بود باشد عزیز
اصل پاک آمد دلیل نیک بخت　　نیست بد اصلی سزائے تاج و تخت
نیک بختان را بود رائے صواب　　آنکه بد رائیست باشد در عذاب
هر کہ ایمن از عذابِ حق بود　　نیست مومن کافر مطلق بود
عمرِ دنیا چند روزے بیش نیست　　غافلست آنکس کہ پیش اندیش نیست
ترک لذاتِ جهان باید گرفت　　دامن صاحبدلان باید گرفت
در پئے لذاتِ نفسانی مباش　　دوستدار عالم فانی مباش
نیست حاصل رنج دنیا بردنت　　عاقبت چون می بباید مردنت
از تنت چون جان روان خواهد شدن　　خاک اندر استخوان خواهد شدن

مر ترا از دادن جان چاره نیست / رهزنت جز نفس اماره نیست

در بیان عطای حق

چار چیز است از عطاهای کریم / با تو گویم یاد گیرش ای سلیم

فرض حق اول بجا آوردنست / والدین از خویش راضی کردنست

حکم دیگر چیست با شیطان جهاد / چارمی نیکی بخلق نامراد

در بیان آنکه عمر زیاده کند

می فزاید عمر مرد از چار چیز / این نصیحت بشنو ای جان عزیز

اول آوردن بگوش آواز گوش / وانگهی دیدن جمال ماه وش

سوم آمد ایمنی بر مال و جان / می فزاید عمر مردم را از آن

آنکه کارش بر مراد دل بود / در بقا افزونیش حاصل بود

در بیان که عمر را بکاهد

عمر مردم را بکاهد پنج چیز / یاد دارش چون شنیدی ای عزیز

شد یکی زان پنج در پیری نیاز / پس غریبی وانگهی رنج دراز

هر که او بر مرده اندازد نظر / عمر او بیشک بکاهد ای پسر

پنجم آمد ترس و بیم از دشمنان / عمر را اینها همه دارد زیان

هر که او از دشمنان ترسان بود / کار او هر لحظه دیگر سان بود

از خدا ترس و مترس از دشمنان / کز همه دارد خدایت در امان

در بیان آثار ابلهان

چار چیز آمد نشانِ ابلهی / با تو گویم تا بیابی آگهی

عیب خود را او نبیند در جهان / باشد اندر جستن عیب کسان

تخم بخل اندر دل خود کاشتن / آنکه امید سخاوت داشتن

هر که خلق از خلق او خوشنود نیست / هیچ قدرش بر درِ معبود نیست

هر که او را پیشه بدخوئی بود / کار او پیوسته بدروی بود

خوی بد در تن بلای جان بود / مردم بدخو نه از انسان بود

بخل شاخی از درختِ دوزخ است / وان بخیلک از سگانِ مسلخ است

روی جنت را کجا بیند بخیل / پشهٔ افتاده زیر پای پیل

باش از بخل بخیلان برکران / تا نباشی از شمارِ ابلهان

در بیان فرو خوردن خشم

لذتِ عمرت اگر باید بدهر / باش دایم پرحذر از خشم و قهر

چون بگردد خلق با خوی تو راست / گر بخوئی مردمان سازی رواست

ای برادر تکیهٔ دولت مکن / یاد دار از ناصح خود این سخن

سهو بخت گر گریزی از قضا / هرچه می آید بدان میده رضا

زانچه حاصل هست خرسند دار / گوش دل را جانب این پند دار

هر که او با دوستان یکدل بود   جملهٔ مقصود دلش حاصل بود

در بیان علامات شقی

هست ظاهر سه علامت در شقی   میخورد دایم حرام از احمقی

بی طهارت باشد و بیگاه خیز   هم ز اهل علم باشد در گریز

اے پسر مگریز از اهل علوم   تا نسوزد مر ترا نار سموم

تا توانی هیچ کس را بد مگوے   پیش مردم عیب کس هرگز مجوے

با طهارت باش و پاکی پیشه کن   وز عذاب گور نیز اندیشه کن

در بیان علامات منافق

دور باش اے خواجه از اهل نفاق   در جهنم دان منافق زا وثاق

سه علامت در منافق ظاهرست   زان سبب مقهور قهر قاهرست

وعدهاے او همه باشد خلاف   قول او بیهُده بغیر از کذب و لاف

مومنان را گر امانت میکند   هم امانت را خیانت میکند

نیست در وعده منافق را وفا   زان نباشد در رخش نور و صفا

تا نه پنداری منافق را [illegible]   [illegible] با او شرش از روے زمین

از منافق اے پسر پرهیز کن   تیغ را از بهر قتلش تیز کن

با منافق هر که همراه میشود   منزل او در تک چه میشود

در بیان تواضع و صحبت درویشان

گر ترا عقلست با دانش قرین / باش درویش و بدرویشان نشین

همنشینی جز بدرویشان مکن / تا توانی غیبت ایشان مکن

حب درویشان کلید جنت است / دشمن ایشان سزائے لعنت است

پوشش درویش غیر از دلق نیست / در پئے کام و هوائے خلق نیست

مرد تا ننهد بفرق نفس پائے / راه کجا یابد بدرگاه خدائے

مرد راه در بند قصر و باغ نیست / در دل او غیر درد و داغ نیست

گر عمارت را بری بر آسمان / عاقبت زیر زمین گردی نهان

گر چو رستم شوکت و زورت بود / جائے چون بهرام در گورت بود

اے پسر از آخرت غافل مباش / با متاع این جهان خوشدل مباش

در بلیات جهان صبار باش / گاه نعمت شاکر جبار باش

در بیان عمل چهار چیز

این همه کس نیک باشد چار چیز / با تو گویم یاد گیرش اے عزیز

اول آن باشد که باشی دادگر / هم زعقل خویش باشی با خبر

با شکیبائی تقرب کردنست / حرمت مردم بجا آوردنست

در بیان علامت نادان

شد دو خصلت مرد نادان را نشان	صحبت صبیان و رغبت با زنان

در بیان آن کہ اعتماد را نشاید

کس نیابد پنج چیز از پنج کس	یاد گیر از ناصح اے صاحب نفس
نیست اول دوستی اندر ملوک	این سخن باور کند اہلِ سلوک
سفلہ را با مروت ننگری	ہیچ بدخوئے نیابد مہتری
ہر کہ بر مالِ کسان دارد حسد	بوئے رحمت بر دماغش کے رسد
آنکہ کذابست ومیگوید دروغ	نیست اورا در وفاداری فروغ

در بیان حاجت خواستن

حاجت خود را مجوے از زشت روے	آنکہ دارد روے خوب از وے بجوے
مومنے را با تو چون افتاد کار	تا توانی حاجتِ او را بر آر
حاجتِ خود را جز از سلطان مخواہ	چون نخواہی یافت از دربان مخواہ
از وفاتِ دشمنان شادی مکن	از کسے پیش کس آزادی مکن

در بیان دلائل شقاوت

چار چیز آثار بدبختی بود	جاہلی و کاہلی سختی بود
بیکسی و ناکسی ہر چار شد	بخت بد را این ہمہ آثار شد

آن که در بندِ عبادت میشود | بیشک از اہل سعادت میشود
بر ہوائے خود قدم ہرکو نہاد | کے تواند کرد با نفسک جہاد
ہر کہ سازد در جہان با خواب و خور | در قیامت بایدش ز آتش گذر
رو بگردان از مراد و آرزوئے | پس بدرگاہِ خدائے آرزوئے
کامرانی سر بناکامی کشد | مرد را خط در نکونامی کشد
امر و نہی حق چو داری اے ولید | پس مرو دنبالۂ نفس پلید
ہر کہ ترکِ کامرانی میکند | بر خلافش زندگانی میکند
امر لا تفرح در قرآن گوش دار | جائے شادی نیست دنیا ہوش دار

در بیان آنکہ دوستی را نشاید

دوست بد باشد زیانکار اے پسر | تو طمع زان دوست بر دار اے پسر
ہر کہ میگوید بدیہاے تو فاش | دوست مشمارش بلہ ہمدم مباش
دوستی ہرگز مکن با بادہ خوار | از چنان کس خویشتن را دور دار
منعمے گر میکند ترک زکوۃ | دور از وے باش تا داری حیوۃ
دور شو زانکس کہ خواہد از تو سود | گر بسر خود بر قدمہائے تو سود
اے پسر از سود خواران کن حذر | خصم ایشان شد خدائے دادگر
آنکہ از مردم ہمے گیرد ربا | زینہار او را انگوئی مرحبا

تمت

نقشۂ احوال متعلقۂ مولانا غیاث الدین عمر خیام نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
مقام مدفن	سنہ وفات	سنہ ولادت	سلطنت عہد	تصنیفات یا تالیفات	معاصرین مخصوص	وطن	ولدیت	کنیت	تخلص	نام مشہور
نیشاپور	۵۱۷ھ		سلطان سنجر و سلطان ملکشاہ	تاریخ جلالی و رسالۂ جبر و مقابلہ و رسائل فلسفیہ و رباعیات خیام۔	انوری و معزی و ادیب صابر و سوزنی و عبدالواسع جبلی	نیشاپور	ابراہیم	ابو الفتح	خیام	غیاث الدین

کنیت خیام ابو الفتح و اسم گرامی اش غیاث الدین عمر و ابن ابراہیم الخیام است
کوکب وجودش از سپہر حوالی نیشاپور طلوع نمودہ و در عہد دولت سلطان سنجر
بہمان سرزمین در سنہ ۵۱۷ھ سبع و عشر و خمس مائۃ در سحاب عدم روی پوشیدہ
اما ہلال تاریخ ولادتش بر سپہر نمود ابر و بلند نگر دانیدہ از ین رہگذر سواد این
اوراق فروغ بہم نرسانیدہ گویند امام موفق الدین کہ از اکمل علمائی
سرزمین نیشاپور است خیام در مکتب فیضش نخستین زانوی ادب تہ کردہ
و از تربیت صوری حظ مراتب معنوی بردہ امام موفق از جریدۂ ہستی بہشتاد
و پنج اجزاے عمر در مکتب روزگار از نظر گذرانیدہ بود و بدرس و ادن
کلام مجید و حدیث شریف عمر گرامی صرف گردانیدہ خوشہ چینان خرمن
تربیت اش صاحب دستگاہ ارجمند میگردیدند و از سر مشق مراتب علمیہ

بمدارج علیہ میرسیدند در زمانیکہ قرعہ بخت بلندی خیام بکسب فیض صحبت
امام موفق افتاد پدر ابوالقاسم المخاطب بہ نظام الملک کہ بصدر وزارت
الپ ارسلان و ملک شاہ سلجوقی پایہ بخشیدہ گرامی گوہر خود را پیش آن
جوہری اوراک بہمراہی فقیہ عبدالصمد از طوس بہ نیشاپور فرستادہ
حسن ابن الصباح ہم درآن روزگار با این دو ہمایون گوہران در مکتب
امام موفق برخوردہ و بدرس گرفتن و منادمت شبا روزی و الخوش کردہ
نظام الملک در تذکرہ کہ از خامہ خود فروریختہ می نگارد کہ ہرگاہ از درسگاہ
می برخاستیم سلسلہ تکرار سبق باہم می آراستیم روزے حسن بن صباح
لب بہ گفتار کشاد کہ این حرف نفس زدہ خاص و عام است کہ اختر
بخت شاگردان امام موفق الدین اکثر بر سپہر اقبال می تابد و فیض یافتہ
تربیت اش سرمایہ اعتبار و کمال می دریابد گیریم اگر از میان ما ہم کسی
بپایہ برتری رسد و زمانہ زمام دولت بدست قدرتش دہد بدیگران چہ مروی
کند و از بکدام محکم و فا زند بپاسخش لب کشادیم کہ ہرچہ گوئید بران
ولشادیم حسن ابن صباح گفت کہ ہر کہ گنج مراد بدست آرد دیگرے را از بہرہ اش
محروم نگذارد ما ہر سہ کسان برین عہد دل بستیم و از اندوہ زمانہ فارغ نشستیم
تا چار سال فیض صحبت امام موفق الدین دریافتیم و پس از تحصیل سرمایہ علوم
بسیاحت بلاد شتافتیم من از نیشاپور بخراسان رسیدم و از آنجا بماوراء النہر

وغزنین وکابل رخت کشیدم وقتیکہ ازین دیار برگشتم در ۴۵۵ھ چار صد و پنجاہ و پنج ہجری بپایہ وزارت سلطان الپ ارسلان فائز گشتم سلطان بخطاب نظام الملکی عزتم افزود و زمانہ بر رخ بختم در اقبال کشود در زمانیکہ تقدیر مرا بر اوج وزارت برکشید عمر خیام ہم پیشم رسید شرط دیرینہ اخلاص بجا آوردم و ببر خوردنش دل خوش کردم و گفتم کہ گوہر گرامی ذات شما در خوران است کہ نگاہ قدردانی سلطان قیمتش افزاید و از فروغ کمالات صوری و معنوی شما بر طبع شاہی باب بہجت و شادمانی کشاید از باریابی شما در بارگاہ خسروانی وفای عہدیکہ در مکتب امام موفق بستہ بودیم برمن متحتم ست و سعی کامیابی شما التزام خام انگشت قبول بر دیدہ نہاد و بپاسخ لب کشاد کہ ہمتم برین مقصور است کہ بزیر سایہ حمایت شما طرح گوشہ اقامت اندازم و بہ مشغلہ تحصیل علوم پردازم ہرگاہ رمیدگی طبع خیام از تقرب بارگاہ سلطانی دیدم یک ہزار و دو صد مثقال زر احمر بوظیفہ سالانہ از بیت المال نیشاپور بنامش پسندیدم مترجم افرنجی در دیباچہ رباعیات خیام می نگارد کہ خیام بحاصل موضعی کہ مسقط الراسش بود پیش نظام الملک گرایش دورونی وانمود نظام الملک سلسلہ این آرزو پیش سلطان رسانید و خیام را از عطیہ مستدعیہ کامیاب گردانید لیکن ابن صباح کہ ہوای دولت بسر داشت بمصاحبت سلطانی علم شہرت

برافراشت امّا چه قدر فتنه های خوابیده را بیدار نکرد و زمانه را از حرکات
خویش شرمسار نکرد و انجام خون نظام الملک حنائی کف عروس آرزویش
گردید و نیل رسوائی را حسن تمنایش خال رخسار پسندید خیام رو بسوی
نیشاپور نهاده و در علوم ریاضی علی الخصوص در هیئت کوس شهرت افراخت
و در اکناف عالم صیت کمالات خویش انداخت در عهد دولت سلطان
ملک شاه از سنه چارصد و شصت و پنج تا چارصد و هشتاد و پنج هجری
دماغش جولانگاه خیالات فلسفیانه مانده و فرق عزت و شهرت بخورشید
تابان رسانده ابن خلکان و ابو الفرج تاریخ ولادت نظام الملک در سنه ۴۰۸ھ
چارصد و هشت ریخته خامه کرده اند و روزگار وفات خیام در پنج صد
و هفده برشمرده اند اگر اندازهٔ این زمانه برگیرند از روزگار نظام الملک
بست سال کم پایه ایام وفات خیام بست سال بیفزایند تا مطابق از
واقعات گذشته صورت بندد خامهٔ تحقیق ابو الفدا نقشی که بسته است
نقش تنافی پیکر نگار بسته قلم نظام الملک است که خیام در مرو آرمیده
بپایهٔ مهندسی شاهی ارسیده و بنام ملک شاه نسخهٔ زیجی طراز داده خامه
تصدیق حاجی خلفا هم باین واقعه زبان راستی کشاده و بدمسازی چند تن
مهندسان صاحب ادراک تقویم قدیم تقویم ملک فارس به آورده و برائی
صاحب تسامح نظر حکمائے پیشین را اصلاح کرده تاریخ جلالی بنام

نامی جلال الدین ملک شاہ سلجوقی نقش تازہ بست کہ آغاز شمارش را از دہم رمضان ۴۷۱ھ چارصد و ہفتاد و یک ہجری شمردہ اند۔ موسیو رنبورڈ کہ کار جغرافیہ نگاری ابوالفدا از پیش می برداشت بر صفحۂ تحقیق چنین نگاشت کہ روش عمر خیام از روش پوپ گری زیادہ تر صورت مطبوعی پذیرفتہ و بر تاریخ جولیئن قیصری فوقیت ورزید و شیوہ ہائے دانشمندانہ اش دلہائی ارباب دانش بسوی خویش می کشید موسیو ویپکی کہ از خاک بون است رسالۂ جبر و مقابلہ خیام را در قالب ترجمہ ریختہ نقش طبعش برانگیختہ است از استقرار قواعد و استحکام اصولش خیام را بسیار ستودہ و بقدرت کمالش اعتراف نمودہ دیگر از تالیفات خیام نسخہ معلقات حدود اقلیدس است کہ در کتب خانہ لندن گذاشتہ اند و نکات چکیدہ خامۂ تحقیقش لآلی آبدار پند داشتہ اند موسیو ویپکی در دیباچہ تالیف خویش از انتخاب قلمی نسخہ پائیلیو تھک نیشنل کہ خلاصۂ تذکرۂ تاریخ الحکمائے شہرستانی است وا او در چارصد و ہفتاد و نہ ہجری در ساحت ہستی خیمۂ ظہور خویش کشیدہ بود در آرامیدہ نیشاپور لختی از زندگی اش بسر رسیدہ بود چنان نقل میکند کہ خیام در فلسفہ دانی بے نظیر روزگار بلکہ در خراسان امام وقت خویش بود و بناخن فکر رساگرہ سررشتۂ اسرار حکمیہ

می کشود مردم را بہ تعلیم تزکیہ نفوس بمشاہدہ صنائع صانع مطلق می کشید
و در باز نمودن اسرار سیاست بدن بمشرب یونانیان می کوشید
طائفہ صوفیہ بعض اجزائے نظم خیام را در پیرایہ اصطلاح خویش جلوہ
دادہ بمجالس و خانقاہ زمزمہ سنجی میکنند و نقاب صوری آن لعبتان
افکار بدست اشارات معنوی می بر افکنند لیکن معاصرین خیام از
شنیدن بوی کلام دہریت بہ تشنیع و ملامت برخاستند و این گفتار
مستانہ را بحکم پاس شرع از سمع قبول و ورع و زہد براند اختند
خیام از ناسازی گفتار رندانہ بیاران وطن خیر باد گفتہ رو بسوی
حجاز نہاد و از شرف زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
تعظیماً دیدۂ اخلاص منظر را فروغی داد پس از ادراک دولت آستان
بوس کعبۂ علیا بہ بغداد رخت کشید بغدادیان کہ صیت کمالاتش از
پیشتر می شنیدند گردش حلقہ لبستند لیکن خیام بر روی ہمہ در فرو بست
و قفل سکوت از در تذکار علوم قدیم نشکست و بپاسخ سائلان لب وا
کرد کہ مشغلۂ قدیم علوم بکلی گذاشتہ ام بلکہ از مطالعہ آن نیز دل
برداشتہ ام ہنگامی کہ بسوی مولد خود برگردید۔ صبح و شام باداے نماز
جماعت می کوشید پایانِ عمر بمعتقداتِ اسلامیہ بسر رسانید و از
مسلک راستی طبعش بجانبی میل نگرداند ۔

خواجہ نظام الدین عروسی سمرقندی کہ یکی از قدح کشان بزم فیض عمر خیام است جام سکانشنے کہ نفوس قدسیہ را سرخوشی معنوی افزاید و در بزم اظہار چنان می پیماید کہ روزی با امام الحکما مولانا عمر در باغی برخوردم و باثنائے گلفشانے تقریر نوائے عجیبی از لبش گوش کردم کہ قبر من در نزہتکدۂ باشد کہ باد شمال بہر موسم بہار بر او گل فشانی کند و بہار تازہ وار حاکم سر زند - رنگ این سخن مرا در نیرنگ آباد تعجب کشید و در گلزمین دلم از بہار این حیرت غنچہ ہائی خیال بوالعجبی و مید لیکن میدانستم کہ در خیابان بیانش گل حرف گذاف گاہے نمی خندد و چمن طبعش گلریزی سخن فضول نمی پسندد پس از چند گاہی ہوای نیشاپور در سرم پیچید و خاک خیام جلوہ گاہ نظر عبرت گردید دیدم کہ قبہ اش از کنار باغے سر برزدہ و درختان میوہ دار از دیوار باغ سر بر آوردہ بر او گل فشانی کردہ چندان شگوفہ ہا بر سر قبرش ریختہ بود کہ قبہ اش یک گنبد گل می نمود -

حکایت می کنند کہ بعد از وفات مادرش او را بخواب دید و پرسید کہ از حق تعالی چہ معاملہ پیش آمد در جواب این رباعی سرگرم سخن شد -

رباعی

ای سوختۂ سوختۂ سوختۂ	وی آتش دوزخ از تو افروختۂ

تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن — عق را تو کرده برحمت آموخته

دگویند روزی دست افشانی باده در گوشه محفل نشاط مینائی می بر سر غلطانید جوهر سیال از شکست شیشه در مغز زمین ریشه مستی دوانید خیام در حالت سرمستی سر رشته ادب کبریائی گسیخت و این رباعی رندانه در قالب موزونی ریخت۔

رباعی

ابریق می مرا شکستی ربی — بر من در عیش را ببستی ربی
بر خاک فکندی می گلگون مرا — من مست نیم مگر تو مستی ربی

همانا هم لطمه غیرت الهی بر رویش خورد و روی نیکویش زشت تر از شب دیجور گردد خیام فهمید که قلم شقاوت بر جریده اعمالم شکستند و در رحمت کبریائی بر دلم بستند ناچار نفس... بر زمین عجز نهاد و راز درونی در قالب این دو رباعیات عرضه داد۔

رباعی

ای آنکه پدید گشتم از قدرت تو — پرورده شدم بناز و نعمت تو
صد سال بامتحان گنه خواهم کرد — یا جرم منست بیش یا رحمت تو

رباعی

ناکرده گناه در جهان کیست بگو — آن کس که گنه نکرد چون زیست بگو

من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میانِ من و تو چیست بگو

بحرِ رحمتِ الٰہی بجوش آمدہ از رخسارش داغ ظلمت در ربود مصقلہ رحمتِ کبریائی زنگ آئینہ سیمابش زدود۔
ہمانا دل صافی گوہران جوہریست از معدن انوار کبریائی۔ و آئینہ ایست از بزم اسرار خدائی۔ اگر گاہی در غبار تیرگی معصیت نشست در بازار قبول باری قیمتش نہ شکست۔ خازنان ازل گاہے گردش می افشانند و در سلک روشن گہران باز منسلکش میگردانند۔

انتخاب از رباعیات عمر خیّام

رباعی

یارب تو برارندۂ حاجات توئی	ہم قاضی و کافی المہمات توئی
من سرِّ دلِ خویش چگویم با تو	چون عالم سرو الخفیّات توئی

رباعی

دنیا چو رباط مادرو مہمانیم	تا ظن نبری مادر و میمانیم
در ہر دو جہان خدائی میماند بس	باقی ہمہ کل من علیہا فانیم

رباعی

در ہر سحری با تو ہمین گویم راز	بر درگہ تو ہمین کنم عجز و نیاز

بی منت بندگانت ای بنده نواز — کار من بیچارهٔ سرگشته بساز

رباعی

هر چند اگر گناه گارم شب و روز — امید برحمت تو دارم شب و روز
از خلق جهان چو ی ندارم امید — از بخشش تو امیدوارم شب و روز

رباعی

در راه کرم کوه بکاهی بخشند — صد گونه گناه را بآهی بخشند
آنجا که عنایت الهی باشد — صد مجرم را بیک نگاهی بخشند

رباعی

ای واقف اسرار ضمیر همه کس — در حالت عجز دستگیر همه کس
یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر — ای توبه ده و عذر پذیر همه کس

رباعی

من بندهٔ عاصیم رضائی تو کجاست — تاریک دلم نور صفائی تو کجاست
ما را تو بهشت اگر بطاعت بخشی — این مزد بود لطف و عطائی تو کجاست

رباعی

ای ذات تو در دو کون مقصود وجود — نام تو محمد و مقامت محمود
دل بر لب دریائی شفاعت بستم — وز دیده روان میکنم از دیده درود

رباعی

دل گفت مرا علم لدنی هوس است — تعلیم بکن اگر ترا دست رس است
گفتم که الف گفت دگر هیچ مگو — در خانه اگر کس است یک حرف بس است

رباعی

دانی که سفیده دم خروس سحری — هر لحظه چرا همی کند نوحه گری
یعنی که نمودند در آئینه صبح — کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری

رباعی

گر روی زمین بجمله آباد کنی — چندان نبود که خاطری شاد کنی
گر بنده کنی بلطف آزادی را — بهتر که هزار بنده آزاد کنی

رباعی

زین دهر که بود مدتی منزل ما — ناید بجز از بلا و غم حاصل ما
افسوس که حل نگشت یک مشکل ما — رفتیم و هزار حسرت اندر دل ما

رباعی

در راه نیاز هر دلی را دریاب — در کوی حضور مقبلی را دریاب
صد کعبهٔ آب و گل بیکدل نرسد — کعبه چه روی برو دلی را دریاب

رباعی

آن به که درین زمانه کم گیری دوست — با اهل زمانه صحبت از دور نکوست

آنکس کہ ترا التجیہ کلی با اوست	چون چشم خرو باز کنی دشمنت اوست

رباعی

بسیار و ویدیم بگرد و ور دشت	یک کار مین از دو ور جہان راست نگشت
وز نا خوشئ زمانہ باری عمرم	گر خوش بگذشت یکدمی خوش نگذشت

رباعی

نی رونق گلہائی چمن خواند ماند	نی قیمت ور ہائی عدن خواہد ماند
خوشباش کہ ور دو ور جہان فانی	نی نام تو و نشان من خواہد ماند

رباعی

چندین غم مال و حسرت دنیا چیست	ہرگز دیدی کسی جاوید بزیست
این یکنفسی کہ ور تنت عاریت ست	با عاریتی عاریتی باید زیست

رباعی

دنیا دیدی و ہر چہ دیدی ہیچ ست	وان نیز کہ گفتی و شنیدی ہیچ ست
سر تا سر آفاق دویدی ہیچ ست	وان نیز کہ ور خانہ خزیدی ہیچ ست

رباعی

در خواب بدم مرا خردمندی گفت	کز خواب کسی را گل شادی نشگفت
کاری چہ کنی کہ با اجل باشد جفت	برخیز کہ زیر خاک میباید خفت

رباعی

رفتن چو حقیقت ست پس بودن چیست | راه طمع محال پیمودن چیست
جائیکه بمصلحت نخواهند گذاشت | فارغ ز سفر بودن و آسودن چیست

رباعی

این چرخ جفا پیشهٔ عالی بنیاد | هرگز گره بستهٔ کس را نگشاد
هر جا که دلی دید که داغی دارد | داغی دگرش بر سر آن داغ نهاد

رباعی

پوشیده مرقع طمع خامی چند | نا رفته ره صدق و صفا گامی چند
بگرفته ز طامات الف لامی چند | بدنام کنندهٔ نکو نامی چند

رباعی

پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم | آسوده در آمدیم و غمناک شدیم
بودیم بآب دیده از آتش دل | دادیم بباد عمر و در خاک شدیم

رباعی

آنها که بکام دل جهان داشته اند | ناکام جهان بجای بگذاشته اند
تو پنداری که جاودان خواهی ماند | پیش از تو هم ایشان چو تو پنداشته اند

رباعی

ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم | وین یکدم عمر را غنیمت شمریم

فردا که ازین دیر کهن درگذریم | با هفت هزار سالگان همسفریم

رباعی

یکچو غم ایام نداریم خوشیم | گر چاشت بود شام نداریم خوشیم
چون پخته بما میرسد از مطبخ غیب | از کس طمع خام نداریم خوشیم

رباعی

با نفس همیشه در نبردم چکنم | وز کردهٔ خویشتن بدردم چکنم
گیرم که زین درگذرانی ز کرم | زین شرم که دیدی که چه کردم چکنم

رباعی

جز هست خدا نیست یقین میدانم | از دفتر کائنات این میخوانم
چون دیدهٔ دل بنور حق بینا شد | شد ظلمت کفر محو در ایمانم

رباعی

برخیز و مخور غم جهان گذران | خوش باش و دمی بشادمانی گذران
در طبع جهان اگر وفائی بودی | نوبت بتو خود نیامدی از دگران

رباعی

آن قصر که بر چرخ همیزد پهلو | بر درگه او شهان نهادندی رو
دیدیم که بر کنگره اش فاخته | بنشسته همی گفت که کو کو کو کو

رباعی

ای آنکه خلاصهٔ چهار ارکانی
بشنو سخنی ز عالم روحانی
دیوی و ددی و ملکی انسانی
با تست چنانکه می نمائی آنی

رباعی

خیام ز بهر این گنه ماتم چیست
در خوردن غم فائده بیش و کم چیست
آنرا که گنه نکرد غفران نبود
غفران ز برای گنه آمد غم چیست

رباعی

از حادثهٔ زمان آینده مترس
وز هرچه رسد چو نیست پاینده مترس
این یکدم نقد را غنیمت میدان
از رفته میندیش وز آینده مترس

رباعی

بس خون کسان که چرخ بیباک بریخت
بس گل که برآمد از گل و پاک بریخت
بر حسن جوانی ای پسر غره مشو
بس غنچه ناشگفته بر خاک بریخت

رباعی

ای مرد خرد حدیث فردا هوس ست
در دهر زدن لاف سخنها هوس ست
امروز چنین هرکه خردمند کس ست
داند که همه جهان چنین یک نفس ست

رباعی

طاس فلک از پیش و لارائی تهی ست
آسوده درین جهان نمیدانم کیست

ایمن نفسی ز مرگ می نتوان زیست — پس فایده در جهان بیفایده چیست

رباعی

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد — واندر خور خویش آشیانی دارد
نه خادم کس بود نه مخدوم کسی — گو شاد بزی که خوش جهانی دارد

رباعی

تا کی ز جفاهای تو ای چرخ فلک — از بهر خدا جور کن آهسته ترک
من سوخته ام تمام هر لحظه تو نیز — بر سوخته می پراگنی سوده نمک

رباعی

یارب من اگر گناه بیحد کردم — بر جان و جوانی و تن خود کردم
چون بر کرمت وثوق کلی دارم — برگشتم و توبه کردم و بد کردم

رباعی

ای دوست غم جهان بیهوده مخور — بیهوده غم جهان فرسوده مخور
چون بود گذشت و نیست نابود پدید — خوش باش و غم جهان نابوده مخور

رباعی

گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز — ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز
نومید نیم ز بارگاه کرمت — زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز

رباعی

روزی فلکم جامه وهد میر کند
روزی دگرم برهنه چون سیر کند
باچون وچرای فلکم کاری نیست
غم خوردن بیهوده مرا پیر کند

رباعی

ایدل چو حقیقت جهان هست مجاز
چندین چه بری خواری ازین رنج دراز
تن را بقضا سپار وبا درد بساز
کین رفته قلم زبهر تو ناید باز

رباعی

چون مرده شوم خاک مرا گم سازند
واحوال مرا عبرت مردم سازند
بس خاک وگلم بباده آغشته کنند
وز کالبدم خشت سر خم سازند

رباعی

چون نیست ترا جز آنکه دادند قرار
چندین زپی مراد ودل رنجه مدار
هان تا ننهی بر دل خود چندین بار
بگذشتن وبگذاشتن ست آخر کار

رباعی

بس پیرهن عمر که هر شب افلاک
بردوخته وکرده گریبانش چاک
هر روز بسی زمانه شاد وغمناک
از آب برآورد وفرو برد بخاک

رباعی

[illegible] دیده حرام
الفت زکه مردمی کجا دوست کدام

دامن ز ہمہ کشیدن اولی باشد — از دور بہر یکی سلام ست و کلام

رباعی

زینگونہ کہ من کار جہان می بینم — عالم ہمہ رایگان بران می بینم
سبحان اللہ بہر چہ در می نگرم — ناکامی خویشتن دران می بینم

رباعی

کم کن طمع از جہان و میزی خورسند — از نیک و بد زمانہ بگسل پیوند
خوش باش و می چنانکہ این دور فلک — ہم بگسلد و نماند این روزی چند

رباعی

در عالم جان بہوش میباید بود — در کار جہان خموش میباید بود
تا چشم و زبان و گوش برجا باشد — بی چشم و زبان و گوش میباید بود

رباعی

تا چند اسیر رنگ و بو خواہی شد — چند از پی ہر زشت و نکو خواہی شد
گر چشمۂ زمزمی و اگر آب حیات — آخر بدل خاک فرو خواہی شد

رباعی

انہا کہ در محیط فضل و آداب شدند — در کشف علوم شمع اصحاب شدند
رہ زین شب تاریک نبردند برون — گفتند فسانہ و در خواب شدند

رباعی

ای چرخ خسیس خس دون پرور خس
هرگز نروی تو بمراد دل کس
چیر خافکاترا همین عادت بس
ناکس تو کسی کنی و کس را ناکس

رباعی

بادست حدیث یکسر همه باد
آنکس که بشب و روز دولت دارد شاد
برباد منه بگفت هرکس بنیاد
کین عالم هیچ مالبسی وار دیاد

رباعی

کو آنکه غم از گردش گردون نخورد
وین عشوهٔ روز و اژدون نخزد
تا ساعتی از عمر غنیمت شمرد
هنگام سحر که پردهٔ هر گل بدرد

رباعی

دل نعره زنان ملک جهان می طلبد
پیوسته وجود جاودان می طلبد
مسکین خبرش نیست که صیاد اجل
پی در پی او نهاده جان می طلبد

رباعی

آن لعل گرانبها ز کانِ دگرست
وان دُر یگانه را نشانِ دگرست
اندیشهٔ این و آن خیالِ من و تست
افسانهٔ عشق را زبانِ دگرست

رباعی

یزدان چو گلِ وجود ما را آراست
دانست ز فعل ما چه بر خواهد خاست

بی حکمش نیست هر گناهی که مراست
پس سوختن قیامت از بهر چه خاست

رباعی

روزی که شود اذا السماء انشقت
واندم که بود اذا النجوم انکدرت
من دامن تو بگیرم اندر عرصات
گویم صنما بای ذنب قتلت

رباعی

در راه چنان رو که سلامت نکنند
با خلق چنان زی که قیامت نکنند
در مسجد اگر روی چنان رو که ترا
در پیش نخوانند و امامت نکنند

رباعی

گر کار تو نیک است به تدبیر تو نیست
ور بد بود نیز به تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیشه کن و شاد بزی
چون نیک و بد جهان به تدبیر تو نیست

رباعی

بر روی تو زلف اقامت هوس است
هر فتنه روهم را قیامت هوس است
زابروی تو محراب نشین شد چشمت
آن کافر مست را امامت هوس است

رباعی

یک نان به دو روز گر شود حاصل مرد
وز کوزهٔ شکسته‌ای دمی آبی سرد
مامور کسی دگر چرا باید بود
یا خدمت چون خودی چرا باید کرد

رباعی

سازندهٔ کار مرده و زنده توئی — دارندهٔ این چرخ پراگنده توئی
من گرچه بدم صاحب این بنده توئی — کس را چه گنه که آفریننده توئی

رباعی

از مطبخ دنیا تو همه دود خوری — تا چند غم بوده و نابود خوری
دنیا که بر اهل دین زیانیست عظیم — گر ترک زیان کنی همه سود خوری

رباعی

با درد بساز تا دوائے یابی — از درد منال تا شفائے یابی
می باش بوقت بینوائی شاکر — تا عاقبت الامر نوائے یابی

رباعی

گر باخردی تو حرص را بنده مشو — در پای طمع خام سر افگنده مشو
چون آتش تیز باش چون آب روان — چون چاک بهر باد پراگنده مشو

رباعی

از گردش چرخ هیچ مفهوم نیست — جز رنج زمانه هیچ موسوم نیست
هر چند بکار خویش در مینگرم — عمری بگذشت و هیچ معلوم نیست

رباعی

این کهنه رباط را که عالم نام است — آرامگه ابلق صبح و شام است

بزمی ست که واماندهٔ صد جمشید ست — قصری ست که تکیه گاهِ صد بهرام است

رباعی

یارب تو کریمی و کریمی کرم ست — عاصی ز چه رو برون ز باغ ارم ست
با طاعتم ار نه بخشی آن نیست کرم — با معصیتم اگر نه بخشی کرم ست

رباعی

از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت — ما را بگذاشت جستجوی تو گرفت
اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد — بوی تو گرفته بود خوی تو گرفت

رباعی

خواهی که ترا رتبت اسرار رسد — مپسند که کس راز تو آزار رسد
از مرگ میندیش و غم رزقِ مخور — کین هر دو بوقتِ خویش ناچار رسد

رباعی

درچرخ بانواع سخنها گفتند — این بیخبران گوهرِ دانش سفتند
واقف چو نگشتند بر اسرارِ فلک — اول زیچی زدند و آخر خفتند

رباعی

دشمن بغلط گفت که من فلسفیم — ایزد داند که آنچه او گفت نیم
لیکن چو درین غم آشیان آمده ام — آخر کم ازانکه من بدانم که کیم

رباعی

گیرم که فلک همدم و همراز آید — ناسازی دهر بر سر ساز آید
یاران موافق از کجا جمع شوند — وین عمر گذشته از کجا باز آید

رباعی

خون از دل افکار برون می آید — وز دیدهٔ خونبار برون می آید
گر خون بچکد از مژه ام نیست عجب — زیرا که گل از خار برون می آید

رباعی

دشمن که مرا همیشه بد می بیند — حقا که نه از روی خرد می بیند
در آئینه درون خود مینگرد — آن صورت مرده رنگ خود می بیند

رباعی

گویند که مرد را هنر می باید — یا نسبت عالی پدر می باید
امروز چنین شده است در نوبت ما — کین ها همه هیچ نیست زر می باید

رباعی

عالم که لباس دلگشائی دارد — وندر دل خلق آشنائی دارد
انصاف بده که خوش سرائیست جهان — افسوس که داغ بیوفائی دارد

رباعی

آنها که بفکرت در معنی سفتند — در ذات خداوند سخنها گفتند

سررشتهٔ اسرار ندانست کسی	اول زنچی زوند وآخر خفتند

رباعی

آنها که خلاصهٔ جهان انسانند	براوج فلک براق همت رانند
در معرفت ذات تو مانند فلک	سرگشته و سرنگون و سرگردانند

رباعی

افسوس که نامهٔ جوانی طی شد	وین تازه بهار ارغوانی طی شد
وان مرغ طرب که نام او بود شباب	افسوس ندانم که کی آمد کی شد

رباعی

از آب عدم تخم مرا کاشته اند	وز آتش غم روح من افراشته اند
سرگشته چو باد میروم گرد جهان	تا خاک من ارچه جای برداشته اند

رباعی

هر سبزه که بر کنار جوئی رست ست	گویا زلب فرشته خوئی رست ست
پا بر سر سبزه تا بخواری ننهی	کان سبزه زخاک لاله روئی رست ست

رباعی

گر دست دهد ز مغز گندم نانی	وز می کدوی ز گوسپندی رانی
با ماه رخی نشسته در ویرانی	عیش است که نیست حد هر سلطانی

رباعی

می خوردن و شاد بودن آیین منست — فارغ بودن ز کفر و دین دین منست

گفتم بعروس دهر کابین تو چیست — گفتا دل خرم تو کابین منست

رباعی

ای آنکه توئی خلاصهٔ کون و مکان — بگذار دمی وسوسهٔ سود و زیان

یک جام می از ساقی باقی بستان — تا باز رهی تو از غم هر دو جهان

رباعی

گویند بهشت حور عین خواهد بود — وانجا می ناب و انگبین خواهد بود

گر ما می و معشوق پرستیم رواست — چون عاقبت کار همین خواهد بود

رباعی

من باده خورم و لیک مستی نکنم — الا بقدح دراز دستی نکنم

دانی غرضم ز می پرستی چه بود — تا همچو تو خویشتن پرستی نکنم

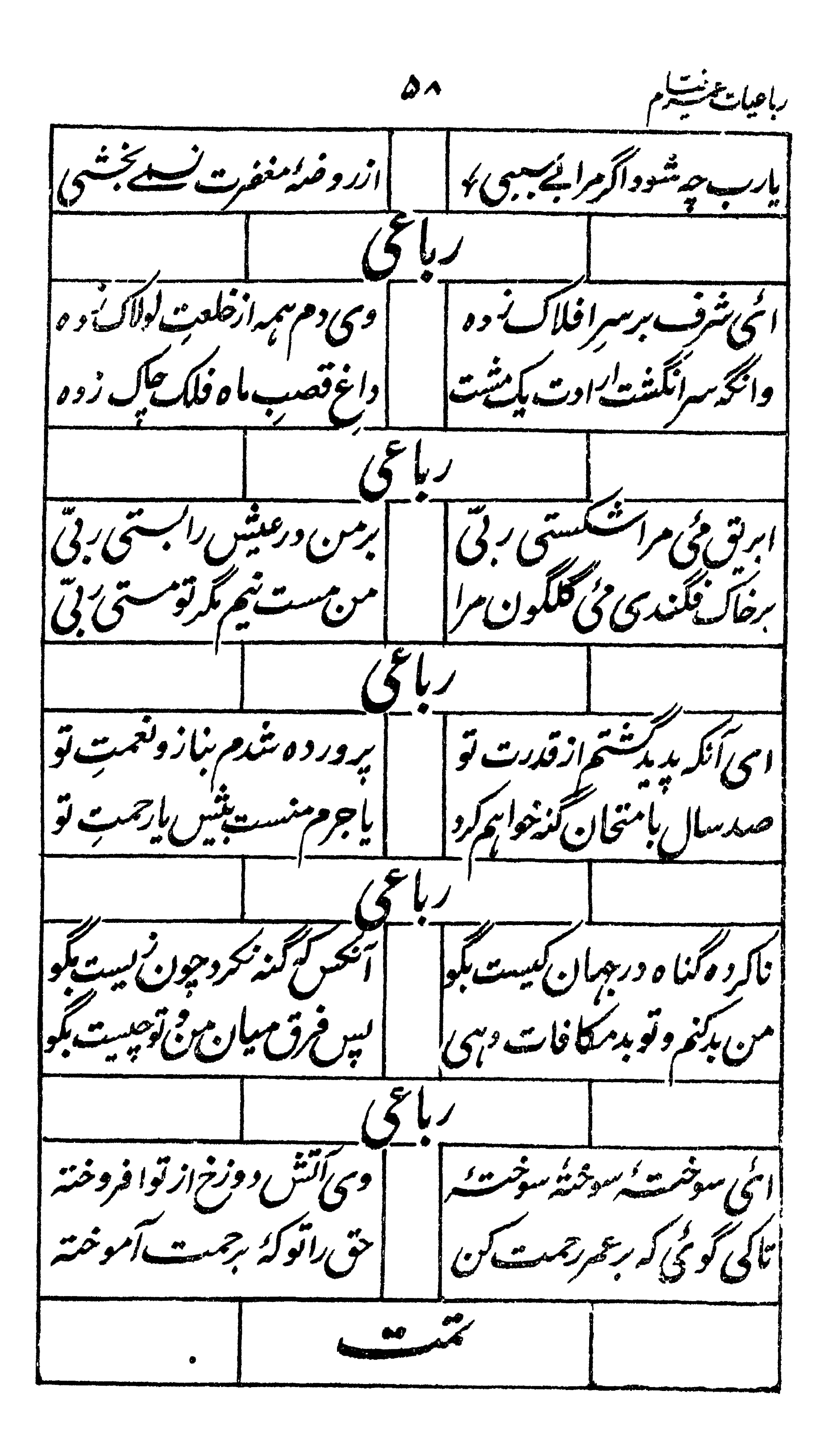
رباعی

تا در هوس لعل و لب و جام می — تا در پی آواز دف و چنگ و نئی

اینها همه خشوست خدا میداند — تا ترک تعلق نکنی هیچ نئی

رباعی

گه تخت سلیمان به لئیمی بخشی — گه تاج نبوت به یتیمی بخشی



یارب چه شود اگر مرا بی سببی	از روضهٔ مغفرت نسیمی بخشی

رباعی

ای شرف بر سر افلاک زده	وی دم همه از خلعت لولاک زده
وانگه سر انگشت ارادت یک مشت	داغ قصب ماه فلک چاک زده

رباعی

ابریق می مرا شکستی ربی	بر من در عیش را بستی ربی
بر خاک فگندی می گلگون مرا	من مست نیم مگر تو مستی ربی

رباعی

ای آنکه پدید گشتم از قدرت تو	پرورده شدم بناز و نعمت تو
صد سال بامتحان گنه خواهم کرد	یا جرم منست بیش یا رحمت تو

رباعی

ناکرده گناه در جهان کیست بگو	آنکس که گنه نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی	پس فرق میان من و تو چیست بگو

رباعی

ای سوخته سوخته سوخته	وی آتش دوزخ از تو افروخته
تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن	حق را تو که برحمت آموخته

تمت

کتاب مستطاب رسالۂ لاجواب مسمی بہ ملفوظات حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ

اے ز دروت بیدلان را روی در مان آمدہ	یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمدہ
صد ہزاران عاشق سرگشتہ بینم در امید	در بیابان غمت اللہ گویان آمدہ
سینہا بینم ز سوز ہجر تو بریان شدہ	دیدہ ہا بینم ز درد عشق گریان آمدہ
صد ہزاران ہمچو موسیٰ ہست در ہر گوشۂ	رب ارنی گو شدہ دیدار جویان آمدہ
عاشقانت نعرۂ الفقر فخری میزنند	بر سر کوی ملامت پای کوبان آمدہ
پیر انصار از شراب شوق خوردہ جرعۂ	گرد عالم ہمچو مجنون مست حیران آمدہ

اے کریمی کہ بخشندۂ عطائی و اے حکیمی کہ پوشندۂ خطائی و اے صمدی کہ از ادراک ماجدائی و اے احدی کہ در ذات و صفات بیہمتائی و اے قادریکہ خدائی را سزائی کہ جان مارا صفائی خودِ دہ و دل مارا ہوائے خود دہ و چشم مارا ضیائی خود دہ و مارا آرزوی آن دہ کہ آن بہ۔

رباعی

یارب دل مارا تو برحمت جان دہ	درد ہمہ را بصابری درمان دہ
این بندہ چہ داند کہ چہ می باید کرد	دانندہ توئی ہر آنچہ خواہی آن دہ

الٰہی عذر ما بپذیر و بر عیبہاے ما مگیر الٰہی عمر خود برباد کردیم و بر تن خود بیداد کردیم الٰہی از پیش خطر و از پس راہم نیست الٰہی ترسانم از بدی خود و بیامرز ما را از خودی خود الٰہی بنیاد توحید مرا خراب مکن و باغ امید ما را بی آب مکن الٰہی در دو جہان محبت تو گزیدیم و جامۂ بلا بر تن بریدیم و پردۂ عاقبت دریدیم الٰہی ہر کرا داغ محبت خود نہادی خرمن ہستی او را بر باد نیستی دادی الٰہی بے تو جائی شادی نیست و جز تو روی آزادی نیست الٰہی ہر کس کہ ترا شناخت ہر چہ غیر از تو دید بینداخت

رباعی

آنکس کہ ترا شناخت جانرا چہ کند	فرزند و عیال خانمانرا چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانرا بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہانرا چہ کند

الٰہی دلی دہ کہ در کار تو جان بازیم و جانی دہ کہ در کار آن جہان سازیم الٰہی یقینی دہ کہ در آز بر ما باز نشود و قناعتے دہ کہ صعوۂ حرص ما باز نشود الٰہی دستم گیر کہ جز فضل تو پناہ آویزی ندارم و عذرم بپذیر کہ پائے گریزم ندارم الٰہی مگو چہ آوردۂ کہ درد اشویم و مپرس کہ چہ کردۂ کہ رسوا شویم الٰہی عقلے دہ کہ از دنیا بیزار شویم و توفیق طاعت دہ کہ در کار دین استوار شویم الٰہی نگہدار ما را تا پریشان نشویم و براہ آر تا سرگردان نشویم الٰہی تو سازکہ دیگران ندانند و نواز کہ دیگران نتوانند

الٰہی دلی دہ کہ طاعت افزون کند و توفیقی دہ کہ بہ بہشت رہنمونی کند الٰہی علمی دہ کہ در و آتش ہوا نبود و عملی دہ کہ در و آب ریا نبود الٰہی دیدہ دہ کہ جز ربوبیت تو نہ بیند و دلی دہ کہ جز عبودیت تو نگزیند الٰہی یافت تو آرزوئے ماست و دریافت تو نہ ببازوی ماست الٰہی از کشتۂ تو خون برنیاید و از سوختۂ تو دود برنیاید الٰہی ما معصیت میکنیم دوست تو محمدؐ رسول اللہ اندوہگین می شود و دشمن تو ابلیس شاد و فردائے قیامت اگر عقوبت میکنی باز دوست تو اندوہگین میشود و دشمن تو شاد الٰہی آن دو شادی بدشمن تو مدہ و آن دو اندوہ بر دل دوست منہ الٰہی اگر یکبار گوئی بندہ من از عرش بگذرد خندہ من الٰہی اگر کاسنی تلخ است از بوستانست عبداللہ اگر مجرم است از دوستانست الٰہی چون بتو نگرم بادشاہ ام تاج بر سر و چون بخود نگرم خاکم بلکہ از خاک کمتر۔

رباعی

پیوستہ دلم دم برضائے تو زند — جان در تن من عشق برائے تو زند
گر بر سر خاک من گیاہے روید — وز ہر برگے بوئے وفائے تو زند

الٰہی فرمودی کہ مکن بر آن داشتی و گفتی کہ بکن بر آن نگذاشتی الٰہی اگر ابلیس آدم را بد آموزی کرد گندم آدم کہ روزی کرد الٰہی

علمی کہ خود افراختی نگون سار مکن وچون در آخر عفو خواہی کرد اول شرمسار مکن الٰہی آمرزیدن عاصیان ومطیعان چہ کار است وکرمی کہ ہمہ را برسد چہ مقدار است۔

قطعہ

من بندۂ عاصیم رضای تو کجا است
تاریک دلم نور صفائی تو کجا است
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی
این مزد بود لطف وعطای تو کجا است

الٰہی ہر کہ را بر اندازی با ما در اندازی الٰہی اگر چہ بہشت چون چشم چراغ است آما بے دیدار تو دود وداغ است الٰہی گل بہشت در پای عارفان تو خار است وجویندۂ ترا با بہشت چہ کار است الٰہی آفریدی وروزی دادی رایگان وبیامرزی رایگان کہ خدائی نہ بازرگان۔

رباعی

دنیا طلبی گویمت مخموری
عقبی طلبی گویمت مزدوری
مولا طلبی کہ داغ مولا داری
در ہر دو جہان مظفر ومنصوری

قطعہ



اگر چہ مشک از فرخوش نسیم است
ولی جان بخش چون بوی ندارد
مقام خوب ودلخواہ است فردوس
ولیکن ونق کوئیت ندارد

الٰہی جمال تراست باقی ہمہ زشت اند زاہدان مزدور بہشت اند الٰہی اگر بدوزخ فرستی دعوی دار نیستم و اگر بہ بہشت بری بی دیدار تو خریدار نیستم الٰہی کاشکے عبداللہ خاک بودے تا نامش از دفتر وجود پاک بودے۔

رباعی

وی آدم دنیا مدا زمن کاری	امروز زمن گرم نشد بازاری
فردا بروم بیخبر از اسراری	نہ آمدہ بودی بہ ازین بسیاری

الٰہی ابوجہل از کعبہ آمد و ابراہیم از بتخانہ کار بعنایت است باقی بہانہ الٰہی نور در طاعت است امّا کار بعنایت است۔

قطعہ

آنجا کہ عنایت خدائی باشد	فسق آخر کار پارسائی باشد
آنجا کہ قہر کبرائی باشد	سجادہ نشین کلیسائی باشد

الٰہی توانگران باشیم و زرنازند درویشان باسخن قسمنا سازند الٰہی دیگران مست شراب اند و من مست ساقی مستی ایشان فانی و مستی من باقی۔

قطعہ

من مست تو ام از جرعہ و جام آزادم	من مرغ توام از دانہ و دام آزادم

مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئے	ورنہ من ازین ہر دو مقام آزادم

الٰہی بر عجز خود آگاہیم و بر بیچارگے خود گواہیم الٰہی خواست خواست تست من چہ خواہیم الٰہی چون آتش فراق داشتی با آتش دوزخ چہ کار داشتی الٰہی مکش این چراغ افروختہ را و مسوز این دل سوختہ را و مران این بندۂ آموختہ را و مدر این پردۂ دوختہ را الٰہی روزگاری ترا می جستم خود را می یافتم اکنون خود را می جویم ترا یابم

قطعہ

از صبح توبے خبر بود عدم	آنجا کہ من و عشق تو بود بہم
روزانہ اگر کسے بسایم محرم	شب ہست و غمت ہست مرا بشین چہ غم

الٰہی ہر نرد بانی کہ شکستہ تر بود بر بام عبداللہ نہی وہر دلی کہ خستہ تر بود بہ مقام عبداللہ دہی الٰہی چون توانستم ندانستم وچون دانستم نتوانستم الٰہی بحرمت آن ذاتیکہ توانی وبحرمت آن صفاتیکہ چنانی بفریادم برس کہ می توانی الٰہی آن چاشنی کہ دادی تمام کن وآن برق کہ جہانیدی مدام کن۔

قطعہ

یارب ز تو آنچہ منی گدا میخواہم	افزون ز ہزار پادشاہ میخواہم
ہر کس ز درِ حاجت تو می خواہد	من آمدہ بودم از تو ترا میخواہم

الٰہی چون سنگ را بار آراست وسگ را دیدار عبداللہ را با نا امیدی چہ کار است الٰہی تا تو در غیب بودی من در عیب بودم چون تو از غیب برآمدی من از عیب برآمدم الٰہی اگر بدعا فرمانست قلم رفتہ را چہ درمان است۔

ای عزیز دنیا جائی غرور است وشہرستان سرور است۔ رباطیست بے اقامت وثباتی است بے استقامت زخم نیش او بے مرہم است طلاق دادۂ ابراہیم اوہم است خانۂ محبّت وبیدادیست راندۂ جنید بغدادیست جرعۂ جان سوز تلخیست پشت دادہ بلخیست آمیختہ غفلت وبدنامی است ملعون کردۂ بایزید بسطامیست خودپرستان دون ہمت را دیر است مردود ساختۂ ابوسعید ابوالخیر است بگذاشتۂ اتقیا است برداشتۂ اشقیا است طالب او ذلیل زبان او کلیل اہل عبرت را این آیہ دلیل قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۔

ای عزیز نظر کن در گورستان ہا تا بہ بینی چندین مقابر ومزار خفتہ نازنینان صد ہزار کہ ہمہ سعی کردند وکوشیدند ودر تاب حرص واہل جوشیدند واز جواہر ودر ہا بر میان ببستند وسبوہا پر از زر وسیم کردند ونعمتہا خوردند وخیلہا نمودند ونقد ہا ربودند

عاقبت مردند وحسرتہا بردند وانبارہا انباشتند وغم دنیا بردل گماشتند ناگاہ ہمہ را درکشایندند وشربت اجل چشایندند۔

ای عزیز از موت بندیش واہل برو اربیش وگرنہ وای برتو و دوزخ ما وای تو بدانکہ دوستان درخاک دعای تراجویانند وبزبان حال گویانند کہ ای جوانان غافل وای پیران بیحاصل مگردیوانہ اید کہ در نمی یابید کہ ما درخاک وخون خفتہ ایم وہریک ماہ و دوہفتہ ایم وبہفتہ ازیاد شما رفتہ ایم ما نیز از شما بر بساط کامرانی بودہ ایم وانبساط جہانبانی نمودہ ایم وپستان دنیا مکیدہ ایم عاقبت شربت موت چشیدہ ایم واززندگانی وفا ندیدہ ایم وناچیز شدیم تاخود را دیدیم بربادفنا بردادہ برخاک عنا افتادہ نہ از اہل عیال دیدیم مرحمتے ونہ ازمال ومنال یافتیم منفعتی ہم قانع ایم با این ہمہ ندامت اگر درپیش نبودے قیامت اکنون مارا نہ پاشی ونہ فراشی ونقدے ونہ قماشی ونہ سامانی ونہ ندائی ونہ امکان صورت وصدائے ہم بستیم مشت خاک گدائی حظِ ما ازدنیا حرمان است وگوشت ما نصیب کرمانست وقتیکہ مارا امکان بود وجوہر درکان بود نکردیم ہنرے ونجستیم خبرے درپریشانی افتادیم وبرہمان جان

دادیم اگر ندارید جنون در حال ما نگرید کنون که روح ہر یک بیزارد
اشک حسرت می بارد و تعزیت خویش میدارد حال ہای بے زبانست
از کردار ہائے خود پشیمان است روا آرید براه در حال ما کنید نگاه
که نه از نام ما است خبرے ورنه در اجسام ما است اثرے ابدان
ما ریزیده و استخوان ما بوسیده خانمان ما خراب منزل و مکان
ما تراب و در بستر ما دیگران نائب و یتمان ما از خانه غائب و رخسار
ہائے ما خاک خورده و لبہائے ما گرد آلوده و دندانہائے ما ازہم
ریخته و زبان ما قرعه بسته و دہان ما درہم شکسته و تمام اعضای
ما زخم خورده و مرغ روح ما رمیده و سبزه حسرت از خاک ما دمیده
و ما در خاک تیره و شما در خواب خیره اِنَّ فِی ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ
ای عزیز نشان خردمندی آنست که دل از دنیا برداری و غفلت
بگذاری و پیش از رحلت دنیا حاصل کنی زاد عقبیٰ ۔

غزل

اگر در ظلمتی اینک سراجت
ہم اکنون حکم کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا
بکنج و تخت تابوت خسپی
کنون از حق فراغت بینائی

حساب امروز کن فردا چه حاجت
ستانند از تو این تاج و رواجت
بجز فی گر بود تخت زجاجت
بگو آنی بدانی احتیاجت

ترا پرهیز باید چند گاهے	که فاسد گشت از عصیان مزاجت
کشادی در فساد افگن ز تو به	که چون فردا شوی بینی رواجت
ز رنج و درد و فسق ای پیر انصار	مگر فضل خدا بخشد علاجت

نارواجی

ای اهل جاه بیا از پگاه بمسجد در آ شب و روز در گناه دنیای شما آباد ان دین شما تباه و نه شرم در جوانی و در پیری پشیمانی عمر همی بکاستی و عذرے نخواستی مرگ تو در کمین و مقام تو در زمین و باز گشت تو رب العالمین غم دنیا بر دل از کار آخرت غافل ـ

غزل

دلا در کار حق میکن نظر ها	که در راه تو می بینم خطر ها
کشا از خواب غفلت چشم تا من	بگوش هوش تو گویم خبر ها
نگر خلقی بگورستان فگنده	ز یک تیری قضا جمله سر ها
معاصی زهر فهرست و نموده	بکام نفس تو همچون شکر ها
گذر گاهی است این دنیای فانی	نباید مرد عاقل بر گذر ها
چو در پیش ست مرگ ای پیر انصار	تماشای جهان کن در سفر ها

ای عزیز دنیا سرای ترک است و آدمی برائے مرگست جای است تاریک و راهی است باریک وای بر آنکس که چراغ ایمان کشت و بار مظلمه بست بر پشت ـ

غزل

مکن کہ آہ فقیری کہ شب بدون تازد	فغان و نالہ بعرش و ملایک اندازد
ز تیر آہ یتیمان مگر نمی ترسی	ز سوز سینہ پیری چو ناوک اندازد
حذر ہمی کن ازان ناوک سحرگاہے	کہ گر بکوہ زند روزنی درو سازد
بوقت ہمشبے گر بگو الا اللہ	ہزار ہیچو تو از خانمان براندازد
ہزار جوشن فولاد گر بپوشانی	ز آہ گرم فقیری چو موم بگدازد
ہزار دشنہ کشیدہ است و تیغ زہر آلود	برائی گردن آنکس کہ گردن افرازد
متاز بر سر مظلوم ساکت ای ظالم	کہ دست فتنۂ ایام بر سرت تازد
درون سینۂ مجروح بنیوا مخراش	بدانکہ روز جزا ہست با تو پردازد
اگر تحمل نکند سایلی ستم دیدہ	جزا دہندہ ترا در جہنم اندازد
ز جور ہای لئیمان منال عبداللہ	کہ گر خسی بزند کردگار بنوازد

ای عزیز جہد کن تا مردی شوی صاحب تجربہ و درویشی شوی ہمت درویشان و بہ برکت مزارت ایشان رخسارۂ تو زرد شود و حب دل دنیا بر دل تو سرد شود انگاہ برسی بہ نجات در آخرت بینی درجات۔

رباعی

خواہی کہ درین زمانہ مردی گردی	وندر رہ حق صاحب دردی گردی
روزان و شبان مگرد مردان میگرد	مردی گردی چو گرد مردی گردی

بدآنکہ حضرت عزت در عالم ظاہر کعبہ بنادہ کہ آب وگل است ودر باطن کعبہ بناکردہ کہ از جان ودل است آن ساختۂ ابراہیم خلیل است واین بناکردۂ رب جلیل است آن کعبہ منظور نظر مومنانست واین منظور نظر رحمانست۔

رباعی

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل	یک کعبۂ دل شما ویک کعبۂ دل
تا بتوانی زیارتِ دلہا کن	کافزون ز ہزار کعبہ باشد منزل

ای عزیز دنیا نہ جائے آسایش است جائے آزمایش است یکی راہمت دوست من ای فدائے آنکہ ہمتش ہمہ اوست طالب دنیا رنجور است وطالب عقبیٰ مزدور است وطالب مولےٰ مسرور است۔

بدآنکہ چون از خود بُریدی بدوست رسیدی دیگر اشارت را بدین راہ نیست وزبان ازین سرآگاہ نیست مست باش مخروش شکستہ باش وخاموش کہ ہر سبوی درست را بدست برند وشکستہ را بردوش اگر داری طلب کن واگر نداری طلب بکن گل باش خار مباش یار باش اغیار مباش یار فروشی اسلام است خود فروشی کفر تمام است چون یار اہل است

کار سہل است صحبت اہل تا بجان است صحبت نا اہل عذاب جان است۔

رباعی

صد سال در آتش اگر محسن بود	آن آتش سوزندہ مرا سہل بود
با مردم نا اہل مبادا صحبت	گز مرگ بتر صحبت نا اہل بود

در این راہ اگر دست عارف بحوران بہشت باز آید طہارت معرفت او شکستہ گردد اگر درویش غیر اللہ طلبد بہ آئینہ در اجابت بروبستہ گردد۔

رباعی

خواہی کہ سخن ز جان اگر شنوی	اسرار درونی شہنشہ شنوی
کم گوئی ز خویش تا توانی ز خویش	بیخود بہمہ آیت انا اللہ شنوی

اے دوست بہشت بہانہ است مقصود صاحب خانہ است کار نہ روزہ و نماز کند کار شکستی و نیاز کند درویشی چیست خاکی بیختہ وآبکی بر وریختہ نہ کف پائے را ازو دردی و نہ پشت پائی را از و گردی در رعایت دلہا کوش وعیبہا بپوش و دین بدنیا مفروش۔

بدانکہ ہر کہ دہ خصلت شعار خود سازد در دنیا و آخرت کار خود سازد

در دنیا و آخرت کار خود سازد با حقتعالی بصدق با نفس بقہر
با خلق بانصاف با بزرگان بخدمت با خردان بشفقت
با درویشان بسخاوت با دوستان بہ نصیحت با دشمنان بحلم
با جاہلان بخاموشی با عالمان بتواضع۔
از حضرت خواجہ پرسیدند کہ چہ میفرمایند درحق دنیا۔
فرمودند کہ چگویم درحق چیزیکہ بمحنت بدست آرند و بخست نگاہدارند
و بحسرت بگذارند۔
ای عزیز سرمایۂ عمر معتنم شمار طاعت حق را غنیمت دان
نجات نفس در طاعت جوی وقت مرگ را یاد کن نفس را
مراد مدہ بزاہد اعتماد مکن خود شناسی سرمایۂ بزرگ دان
در ہمہ کار یاری از حق طلب کن نادان را زندہ مشمار از دشمن
دوست رو حذر کن از نادان مغرور اجتناب نمائی ناشنیدہ
و نادیدہ مگوئی بعیب خود بینا باش عیب کسان مجوی

رباعی

اندر رہ حق تصرف آغاز مکن	چشم بد خود بعیب کسان باز مکن
سر دل ہر بندہ خدا امیداند	خود را تو درین میانہ انباز مکن

از راستی باز مگرد در جواب تعجیل منمائے ناپرسیدہ مگو۔

ناخوانده مرو مفروش آنچه نخرند درگذر تادرگذرانند آنچه ننهاده برگیر ناکرده راکرده مشمار دل راباز یچهٔ دیو مساز در نهان بهتر از بیدار باش نان همه کس مخور نان خود را از همه دریغ مدار از فرمان نفس حذرکن دشمن اگرچه حقیر است خوار مدار با ناشناخته همسفر مباش اندک خود را بهتر از بسیار دیگران دان غم بیهوده مخور دوستی خدا را درکم آزاری شناس وخود از حال خود غافل مباش سعادت دنیا وآخرت در صحبت دانا شناس واز نادان دامن فراهم کش سخاوت پیشه کن فخر بفقر کن ومحبت بدرویشان کن بحکم خدا راضی باش نیک اخلاق ودل آزاد باش بداخلاق ودل آزار مباش تواضع بیش کن اگر شادی خواهی رنج کش واگر مراد خواهی صابر باش آنچه برخود نه پسندی بدیگران روا مدار واز خود لاف مزن عیب کسان مجوی وبعیب خود بینا باش

رباعی

عیب است بزرگ برکشیدن خود را
وزجمله خلق برگزیدن خود را
ازمردمک دیده بباید آموخت
دیدن همه کس را ونه دیدن خود را

نیکوئی کن تا بدل نانی کسی را از خود بسخن رنجه مگردان۔

وبندهٔ حرص مباش فریفتهٔ غفلت مشو مال را عاریت دان
تندرستی را غنیمت شمر۔
بدانکه هزار دوست کم است ویکدشمن بسیار از مردم کیسه
دام نگیر حرمت خاندان قدیم نگهدار وبتوانگری فخر مکن از
تعصب دور باش مردم را در غیبت چنان گوئی که در روتوانی
گفت وناسپاسی وبے شکری را در خود راه مده ونیازمندان
را سرزنش مکن ودرویشان ومحتاجان را ناامید بازگردان
وبرآوردن حاجت مومنان را کار بزرگ دان ونیکوئی خودرا
بمنت برزبان میار مردم را در بینوائی مددکن وبغم کسان
شادی منمائے وخلق را بخود امیدوار نگردان وعقوبت
باندازهٔ گناه کن ووفا ازجوان مردان طلب کن
العزیز بدانکه رنج از سه چیز است ازوقت پیش میخواهند وازقسمت
بیش میخواهند وروزی دیگران ازان خویش میخواهند چون روزی
توبروزی دیگران جداست پس این همه محنت بیهوده چراست
ومُهر از کیسه بردار وبرزبان نه مهر ازدنیا بردار وبرایمان نه وای بر آن
کسانیکه روزمست سرور اند صبح درخواب غرور سر برنمیدارند
ازخداوند خود دور اند نمیدانند که فردا اصحاب قبور اند۔

رباعی

عمری بغم دنیای دون می گذرد	ہر لحظہ ز دیدہ اشک خون می گذرد
شب خفتہ روز مست و ہر صبح خمار	اوقات عزیز بین کہ چون ہمی گذرد

بکوش کہ ہستی و بجوانی مستی و در پیری سستی پس اے مسکین خدارا کے پرستی خوش عالمی است نیستی ہر جا کہ ایسی نگویند کیستی اگر در آئی در باز است اگر نیائی حق بے نیاز است دنیا را اگر دوست داری بدہ تا بماند و اگر دشمن داری بخور تا نماند وی رفتہ باز نیاید و فردا اعتماد را نشاید جوانی را غنیمت دان کہ دیر نماند بترس از کسی کہ نترسد از خدا اگر بر آب روی خسی باشی و اگر بر ہوا پری مگسی باشی دل بدست آر تا کسی باشی۔

قطعہ

آن شنیدی کہ حیدر کرار	کافران کشت و قلعہا بکشاد
تا ندادی سہ قرص نان جوین	ہفدہ آیت خدایش نفرستاد

حقیقت دریاست شریعت کشتی از دریا بے کشتی چون گذشتی نماز بسیار گذاردن کار پیر زنان است روزہ بسیار داشتن صرفہ نان است حج گذاردن تماشا کردن جہان است دل بدست آوردن کار جوانمردان است جوانمرد چون دریاست بخیل چون جوی پس از دریا جوی نہ از جوی الصرف فی التصوف

کافری است خرسندے بی ہمتی است خوش خوئی سلیمے است نیاز نوحہ گری است
ناز مشاطہ گری است شاہد بازی با غیر حق انبازی است این ہمہ کہ گفتم نشان
مستی است و دلیل خود پرستی است اصل توحید ازین ہمہ بری است
تمامی این کار بے نشانیست بنای کار اعمال عبداللہ بر ستہ چیز است اثبات حقیقت
بے افراط و نفی تشبیہ بی تعطیل و بر ظاہر رفتن بی تحلیل اگر طالبی راہ پاک کن
چون اغیار بگذاشتی و مسافت از میان برداشتی از خود رمیدی و بادوست آرمیدی
و دیدی آنچہ دیدی درین راہ مرد باش و با دل پر درد باش کار خام مکن و در
کوے ہوا و ہوس مقام کن دل بخلق مبند کہ خستہ گردی دل بحق بند کہ رستہ گردی
خوشہ است از ہر چہ ماہ تا ماہی است دانہ معرفت الٰہی است لاجرم بر ہمہ واجب است
اگر امیر و حاجب است کہ تخم عبادت با ارادت پاشد و مراد حق باشد و در
عبادت باری باشد کہ حضرت حق جل و علا میفرماید کہ فردیم تا کار سازم
خوانندو میرانیدم تا بی نیازم دانند ہر کرا در وجود آوردم از بہر سجود آوردم ۔
ای درویش در عبادت صبر کن کہ محنت دنیا بسر آید و تخم عبادت
ببر آید و بخت ازلی بدر آید و صبح وصال بر آید و در سعادت
بکشاید و آفتاب جمال الٰہی رو نماید ۔
آمین رب العالمین فقط

تمت

انتخاب از نامهٔ خسروان

بیان جمشید

نامش جم و چون رویش مانند شید میدرخشید جمشیدش گفتند
تهورس را فرزند نبود جمشید وی را برادر یا برادرزاده است پس
از تهورس خردمندان و بزرگان پارس بر او گرد آمده باورنگ
شهریاریش نشانیدند پیروزی روزگار وی روز افزون بود هرچه
بر نیکوکاری میفزود یزدان مهر او را در دل مردمان بیشتر جای
میداد در جوانی مانند پیران کار دیده بود بر بنیاد استخر بیفزود
چنانچه از حفرک تا رامگرد را یکسره آبادان ساخت بنیاد
سرائی بلند پایه نهاد که تخت جمشیدش نامند و هنوز برخی
ازان بنیاد برپا و چهرهای نگاشته اش بر جاست جهانگرد
اینکه از پارس گذر کرده اند از دیدار آن نمایشها در شگفتند
و نمونهٔ روشهای نیکو که اکنون در میان مردم است انجا پدیدار
است و چنان مینماید که در آغاز جهان پیش از انکه دیگران

هنرمند شوند پارسیان دانشور و هنرمند بوده اند چون آفتاب
در نخستین خانهٔ بهار شد در روز و شب برابر گشت در آنکاخ
بنشست وزیر دستان را بنوید داد گستری خشنود کرد
بر آنها از سیم افشاند و خویش بکامرانی پرداخت و آنروز را نوروز
نام نهاد که هنوز پارسیان آنجشن را برپا میدارند
فیثاغورس یونانی در روزگار وی بوده سازوار را برای
سرخوشی این شهریار از نو پدید آورد گویند باده در روزگار این
پادشاه پیدا شد چنین داستان کرده اند که جمشید انگور را
بسیار دوست میداشت فرموده بود در خمی انگور فراوان ریخته
تا در زمستان بخورد چون سر او باز کردند انگور را دگرگون و آب
آنرا چندان تلخ یافته که شاه او را از هر پنداشت در پشت خم
نوشت که زهر درین است کنیزکی که برنج سر گرفتار و از
زندگی بیزار بود برای نابودی خویش در پنهانی از ان بیاشامید
و بخواب شد پس از بیداری خود را از رنج رسته دید شاه
از سود آن آگاهی یافته بنوشید تا رفته رفته زهر شنده مانند
آب روان آشامیده شد شهریار و گروهیکه پیرامونش بودند
برای شادمانی پیوسته از ان مینوشیدند و آنرا شاه دارو

نام نهادند داستان جام جم هنوز بر زبانها است مردم را بچار بخش کرد - (۱) دانشمندان (۲) جنگیان (۳) برزگران (۴) پیشه وران وازبرای هر بخشی سرکاران گماشتی که روز بروز از کردار ایشان ویرا آگاهی دهند اندازهٔ فرسنگ نیز ازاوست گویند پیش از جمشید گاه جنگ جز چوب و سنگ بکار برده نمی شد آئین تیغ و نیزه از دست کشتن و رشتن پنبه و ساختن جامه و رنگارنگ کردن آنرا بمردمان آموخت شناوری و فرورفتن در آب و بیرون آوردن سروارید نیز ازاوست همه نویسندگان برانند که یزدان پرستی را از دست داده خود را خداخواند پارسیان را چنین گمانی نیست گویند جمشید پیمبری بود فرزانه از مردم زیر دست خویش پیمان خواست که پیرامون گناه نگردند تا خدا بیماری و رنج مرگ را از آنها بردارد مردم چندی بر سر پیمان خود بودند سرانجام پیمان شکسته بگناه کاری کوشیدند یزدان برای گوشمال مردم جمشید نکوکار را از میان ایشان ببرد وضحاک ستمگار بر ایشان برانگیخت تا خون آنها بریخت گویند هفت صد سال پادشاهی کرد راستی این سخن را

یزدان داند نویسندهٔ چهار چمن شارستان که از شهریاران و پیمبران پارس گفتگو میکند بر آنست که جمشید همان پیغمبریست که تازیان سلیمان دانند ـ

ذکر فریدون

از نژاد جمشید پدر آن وی از بیداد ضحاک گریخته در میان شبانان مازندران زندگانی میکردند بنیرؤی یزدان و یاری کاوه ضحاک را در چاهسار کوه دماوند در بند کرد و بر تخت پادشاهی بنشست و بخونخواهی ایرانیان آهنگ تازیان نمود و بر کشور ایشان دست یافت ازان پس بهر جا که آبادان بود دری آورد و پیرو رخنک گشت بیشتر آبادانی جهان را در زیر فرمان آورد آن روز را که بر ضحاک دست یافت بیشتر مهرگان نام نهاد بنیاد بارود کندن کنندهٔ از اوست نوشدارو برای زهرمار و گزندگان بساخت خر را بر مادیان اسپ در روزگار او کشیدند که استر پدید شد سالها مردمان بدهش او دلخوش بودند و باد اد گستری وی در بستر آسایش میغنودند پس بر آن شد که کشور خویش به پسران بخشش نماید

وخود به بندگی پروردگار پرداز و باختر به سلم داد و خاور به تور سپرد و میان این دو بخش که پای تخت وآبادتر بود به ایرج ارزانی داشت برای اینکه وی نیکوکار بود دیگر مردمان نیز او را شایستهٔ خسروی میدانستند گویند مادر سلم و تور دختر ضحاک بود و مادر ایرج از دختر زادهای تهمورس که از نژاد ایران بود ایرج را ایرانزاد و نیکوکار میدانستند همین بر نیکی و بدی آنها گواهست زیرا که بخردان دانند که پدر و مادر در نیکوکاری فرزند انبازند بیشترین مردمان بزرگوار پدر و مادرشان از خاندان بزرگ و پرهیزگار بوده اند این سخنان از ایرج است مردن به از زندگی است چو نیکوکار را تن زندان است و بدکار را نیز زندگی سودی ندارد زیرا که هرچه بیشتر زید بر گناهش افزاید با دوستان نیکی نیکواست و بزرگوار آنست که با دشمنان نیز نیکوکاری کند و پادشاه آزمند بینوائی است که به هیچ چیز سیر نشود فرمود از مردمان گیتی در شگفتم که توانگری از اندوخته دانند با اینکه در بی نیازیست آسایش را از بسیاری جویند و در اندک است بزرگواری از مردمان چشم دارند و در نیکوکاریست تندرستی را از تن آسائی دانند

وازو او گروهی پادشاه است ۔
باری سلم و تور با ایرج رشک بردند و با هم یکدل شده ویرا بکشتند و دل پدر را از مرگ فرزند خستند درهمان روزگار زن ایرج پسری زاد فریدون اورا منوچهر نام نهاد پس از آموزگاری بجائے خویشتن بر نشاند وی کشندگان پدر را بچنگ آورده از زندگانی نومید ساخت گویند پادشاهی فریدون پانصد سال بود دانشمندان این روزگار این سخن باور ندارند برخی از داستان سرایان فرنگ برانند که ضحاک هزار سال یا فریدون پانصد سال پادشاهی کرد به این نام خانوادهٔ آنها را مینامند پدر بر پدر ضحاک نام و فریدون نام بوده اند چنانچه در فرنگ مردان هر گروهی را بنام ها خانواده می نامند در تهورس نامه آورده فریدون نامه که بسلم و تور هنگام سرکشی آنها نوشت این سخنان جایداشت هر آنکه با پدر و مادر جز نیکوئی کند از فرزندان نیکوئی بنیند و آنکه پاس بزرگوارے آنها را نداردو از فرزندان همان بیند هر کس به برادران دشمنی کند سزاوار برادری نیست انجام کار دستور آن هنگامیست که خود بین شوند و دیگر آن را بهیچ نشمرد از سخنان وی است چون روزگار

کارنامۂ کردار شما است بر او کردار نیکو باید نگاشت ۔

ذکر اردشیر

سال دویست و بیست و شش عیسوی تخت نشست از نژاد ساسان
پور بهمن مادرش کهرآفرید دخت بابک چون وی پرورش ده
و هنرآموز او بود اردشیر بابکانش نامیدند پادشاهی بزرگوار
بوده که در کشورستانی و آئین گذاری بروزگار خود مانند نداشته
همین که بر بارۂ شهریاری نشست آهنگ اردوان کرد و بر او دست
یافت دختر وی را در شماره بردگان بسرائی پادشاهی آوردند
استخر که جایگاه نیاگانش بود دوباره تختگاه نمود بهر سو
وی نهاد دشمنان را زیر دست کرد گویند یکی از پادشاهانیست
که بر بسیاری از آبادانی جهان دست یافت چون بر بیشتر شهریاران
فرمان راند شاهنشاهش نامیدند و پس از وی پادشاهان
پارس را شهنشاه خواندند چون از کشورستانی آسایش یافت
بپارس بازگشت و چندے باسودگی دادگستری نمود نامها
نگاشت کارنامۂ در آئین پادشاهی و شیوۂ سور باندزر مردمان
در کارهائیکه آدمیرا در بایست است و کارستان که نامۂ

سترگ است در دانش آموزی نگاشت در آبادی کشور و
آسودگی زیردستان هیچ فروگذار نمیکرد آئینه هائے پسندیده
میگذاشت که پیشها و دانشها و بازرگانی بویژه کشت کاری در
روزگار او افزوده گشت همیشه کاروی جهان کردے بود
واندک دریکجا بنماند وازهمه جا کشور پارس را پیشتر دوست
داشتی چراکه تختگاه پدران وکاروی نیز آنجا بالا گرفته بود برائے
آبادانی جهان باموزگاری فرزندان سپاه وزیردستان همیشه
می پرداخت ومیفرمود مردم در کشور من نباید فرزند خود
را بیهنر گذارند وهرکه را پدر نبود بسردار انش می سپرد وگذران
آنها را از سرکار پادشاهی میرساند تا فرزندان سپاهی را سواری
وکمانداری وپیشه وران را پیشه وری ودانشمندان را دانش آموزی وکشت کاران
را کشت کاری بیاموزند پس از آموزکاری شایسته نزد پادشاه
می آوردند شاهنشاه یکی ازان رزم آموختگان بی پدر را بر
همگنان سرکردگی داده در شمار سپاهیان می آورد
وبزرگران را تخم وکاو بخشیده بکشت کاری میفرستاد پیشه وران
را سرمایه داده هریک را بکار خویش وامیداشت دانشمندان
دباخردان را ازنزدیکان خود می ساخت ازین روش بود که

ویرانۂ در کشور نماند و هیچکس بدیگری ستم نتوانست کرد چون
سرداری بجائی میفرستاد نخست او را اندرزهائی نیکو میداد
و برائے وی رفتار نامہ نگاشته بدوی سپرد بروزگار پادشاهی
او در ایران کسی فرومایه و بیکار و درویش بنود گویند همیشه پس از
دادگستری روزها بنگارش نامهائے فرزانه پسند و شبها
بپرستش یزدان میپرداخت چون ستاره شناسان چنین
پیش بینی کرده بودند که دیهیم شهریاریش بر سرزادۂ اشکانیان
نهاده خواهد شد انچه پس از دست یافتن برارد وان از
اشکانیان یافت بکشت جز دخت ارد وان که نشناخته در سرائے
شاهی بود اردشیر روزی چشمش بدختری پریچهره افتاد شیفته اش
شد و ویرا بزنی گرفت و با و مهر ورزید روزے دختر سرگرم
مهر پادشاه شده گفت انچه در شکم دارم دختر زادۂ ارد وان
است شاه برآشفت و بدستور خود گفت که این
دختر را زنده بگورکن وی خواست فرمان اردشیر را
بجائے آرد دختر زاری کرد و آبستنی خود را وانمود کرد
دستور را دل بسوخت و نخواست که نژاد اردشیر از
ایران در افتد و نمی توانست از فرمان شاه سر پیچد

ناچار در زیر زمین جایگاهی نیکو بساخت و دختر را در انجا برده
گرامی داشت گویند دستور از بیم بدگمانی دشمنان خود را
خاجه ساخت و نشان مردی را در دستارچه پیچیده نزد پادشاه
برد و نادیده بگنجور وی سپرد پس از چندی دختر پسری زاد
دستور چون وی را پسر شاه میدانست شاهپور نام نهاد
روزگاری گذشت که شهریار را دید اندوهگین است و میگوید زندگانی
را در کشورستانی بانجام رسانیدم افسوس مرا پسری نیست که
کشور باو سپارم دستور شاه را از داستان دختر و پرورش
پسر مژده داد و دستارچه که بگنجور سپرده بودند گشودند نشان
مردی دستوران دیدند پادشاه فرمود که فردا آن پسر را با هزار
کودک همسال و همتا و هم جامه ببارگاه برد دستور چنان کرد
شاه کودکان را گوی و چوگان بخشید تا بازی کنند و سپر گوی
را در اندرون سرای خسروی انداختند هیچ از کودکان آهنگ
آنجا نکرد مگر شاپور اردشیر دانست که جز فرزندش کسی را
یارای این دلیری نیست وی را خواند و جای نشین خویش
ساخت پس افسر از سر برداشت و بتارک شاپور نهاد و خود گوشه
گیری گزید کورهٔ اردشیر در پارس که اکنون فیروز آبادش

خوانند از بنیاد اوست گویند در نزدیکی کورهٔ اردشیر شهرے
بلند پایه و استوار بود اسکندر در هنگام دست یافتن بایران
از آنجا گذشت استواری آن شهر مایهٔ شگفت او شد فرمان بویرانیش
داد آنچه کردند نتوانستند ویران کنند سرانجام فرمود
آب رود بابل را که سراشیب شهر بود بر آن ببستند چون سوراخی
نداشت آب نمی توانست از شهر بیرون رود در آنجا انبوه گردید پس
از چندی دریاے بزرگی شد که کشتی بران میگذشت در هنگام
کشورگردی اردشیر را از داستان آن دریا آگاهی دادند وی
دانشمندان چند خواست که آن آب را بکشند ایشان
پارچهٔ کوهی که نزدیک بود شگافتند رودهاے بزرگ از دریا
روان شد آبش بخشکید اردشیر بنیادی بلند پایه از نو نهاد
که اکنون نیز شگفت بخش مردم جهان کرد است دیره هیرپیش
ایرانیان گواهی است راست در خاک کرمان کواشیر
و در خوزستان اهواز بساخت و در زمین موصل نیز بنیاد
شهری کرد گویند چندان در کشورداری و آگاهی از خوب
و بد زیردستان زبردست بود که هرکه هرچه شب کرده بود روز
پادشاه او را از کرده دوشینه آگاه می ساخت سخنان بلند

پایه دارد که گواه بر بزرگواری اوست فرموده پادشاهی نتوان
کرد مگر با سپاه وسپاه گرد نیاید مگر به زر وسیم وزر وسیم اندوخته
نشود مگر با زیر دست پروری وزیر دستان را نگاهداری
نمیتوان کرد مگر بداد وداد فرماید شیر درنده بهتر است از
پادشاه ستم کننده وپادشاه ستمگار نیکوتر از کشور پر آشوب
است وفرموده بدترین شهریاران پادشاهی است که نیکان
از او بترسند وبدکاران از وے باک نداشته باشند
آئین بپادشاہے نیرمند گردد وپادشاهی از آئین استوار شود
از گفتار اوست که پادشاه باید چهار خوی پسندیده داشته باشد
(۱) بزرگ منشی (۲) خوش خوئی (۳) خشم بر بدان (۴) مهربانی
بر نیکان همیشه میگفت زیان مستی پادشاهی از آسیب مستی باده
بیشتر است وفرمانفرمائی رنجها وخواری روزگار را از یاد
پادشاهان ببرد تا هرچه خواهند کنند پادشاهان را چاکرے
دانا باید تا در پیروزمندی وبزرگی رنج خواری وپستی را باو
بنماید وگاه آسایش وشادی اندوه را بیاد وے آرد
چهل سال دو ماه پادشاہے کرد دوازده سال در زندگی
اردوان وبیست وهشت سال در فرمانفرمانی بیشتر روی زمین۔

ذکر شاپور

پدرش اردشیر مادرش دخت اردوان پادشاهی پیروزمند و فرخ سرشت بود در آغاز شهریاری بریکی از شاهزادگان تازی لشکر کشید آن شاهزاده پس از شکست در دژی که بارودهای استوار داشت پناه برد هرچند سپاه شاپور تا چهار سال کوشیدند از گشودن آن شهر نشانی نیافتند روزی دختر پادشاه تازی را از دیوار چشم بر رخسار زیبای شهریار پارس افتاد دل از دست داد و شبانگاه پیکی بسوی وی فرستاد و بنوید همخوابگی آن شهریار چشم از پدر خویش پوشیده راه گشودن شهر را باو نمود پس از دست یافتن بشهر و کشتن فرمانروایش شاپور شبی آن دخترک را که نضیره نام داشت بخوابگاه خواند و کام از او گرفت پس از پارسی در اندیشه شد که دختری که با پدر مهربان خویش چنین کند با شوهر چه خواهد کرد و فرمود گیسوانش بدم اسپ چموشی ببستند و در بیابانش راندند تا جان داد پس از دست یافتن بشهرهای تازی آهنگ هام آوران نمود ... زمند برگشت و بروم لشکر کشید و چندین نوبت کار زار

روی داد اگرچه در آغاز شکست با پادشاه ایران بود سرانجام
ایرانیان بر رومیان دست یافتند وشهریار روم که
والرین نام داشت دستگیر شد شاپور چنانچه شایستهٔ خود
واو بود رفتار نکرد و از ایزدی از نام نیکش کاسته که در
هنگام سواری پای بر پشت وی نهاده بر اسپ سوار می شد
پس از چند سال خواری او را زنده پوست کند و پوستش را
در پرستشگاهی آویخت نیشاپور را از نو آباد کرد و این شهر
از بنیاد تهمورس بود اسکندر پس از دست یافتن با یران
ویرانش کرده بود شاپور را در کشورگردی چشم بر آن ویرانیها
افتاد بگریست و بیاد نیاکان خویش و دست یافتن
بیگانگان با یران پشت دست گزید و بآباد کردن آنشهر
فرمان داد در نزدیکی نیشاپور کوهی است شاپور را
از سنگ ساخته و در پرستشگاهی دیگر نیز چند مرد تراشیده اند
که بر کار روانی ایرانیان گواه است و در خوزستان کند
شاپور ساخت و بند شادروان شاپور را همه کس
داند چون بسیار بخشش میکرد دستورانش گفتند توانگری گراهی
است و بدست آوردن آن دشوار و بسیار بکار بردن

بیجاست پاسخ فرمود بخشنده از او کسی است که زر و سنگ نزدش
یکسان باشد تازیان اندرزهای این شهریار را بسیار
بزبان خود آورده اند و این سخنان را در کارها گواه گیرند فرمود
سخن دانایان توانگری و سخن نادانان زیان افزاید
پاکدامنی جز بیاری خدا دست ندهد و دانش بخواست
او پیدا نشود راستی از اندیشهٔ نهانی مجوی که از انجمن جز نیکوئی
نخزد درسالهای واپسین فرمانفرمائیش مانی چهره نگار پیمبری
بر خود بست و برخی بوی گرویدند مانی از بیم پادشاه پارس
بهندوستان گریخت روزگار کشورداریش سی سال
و دو ماه است ۔

امثله و نظائر صنائع و بدائع لفظی و معنوی

رباعی در صنعت اظهار ما فی الضمیر از امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه

سخن عشق جز بیار مگو

آن شاه بتان نمود با حسن جمال	چوگان خط و گوی چو آن نقطهٔ خال
شد هوش دلم چو جلوه گر شد معشوق	یارب که مباد هرگزت بیم زوال

ایضاً رباعی در صنعت مذکور از عبدالاحد

آه دل من ز چرخ بگذشت

برتر ز حواس و فکر مردم ذاتت	بنشسته ز شوق خوش بکنج وحدت
ذی منتی و ملتزم منت گشت	ذی روح و شعور و چرخ گیتی به صفت

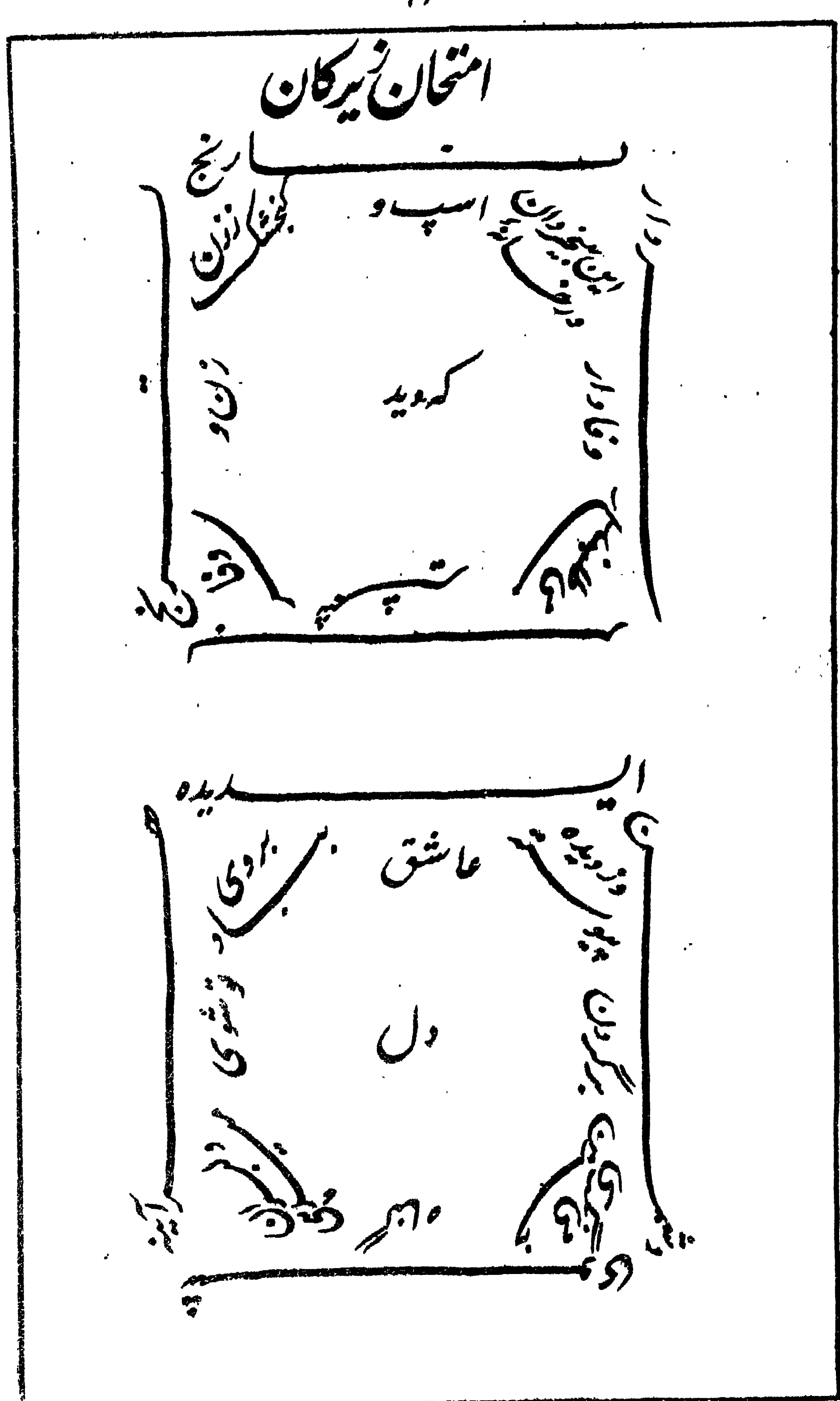
قطعه در صنعت مذکور از استرآبادی

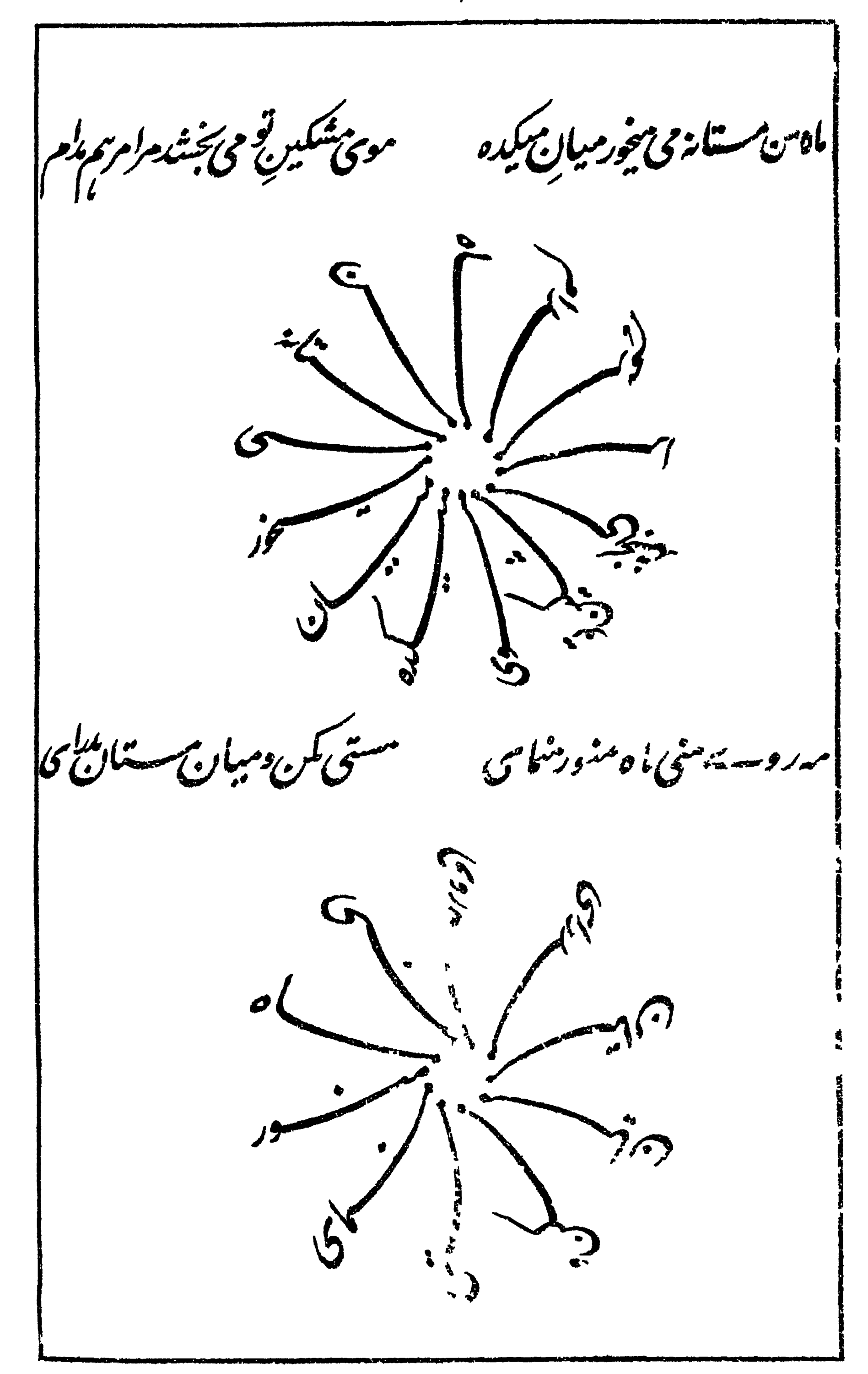
ز ذات شاه غازی ظل خالق	قضا نازل خجل جان از لقاهی
بهر بی زر صریح و بی غرض گوئی	ز بخت وی بلعل و زر بری پی
سلاح صف خیلش فیض کلی	صف جیش ثقیلش لایق کی
تدبیر دهر وضد سیم و زر نیز	شود صد راه در نوشیدن می
معانی لطیف وی نگه کن	غلام قول و لفظ معنی وی

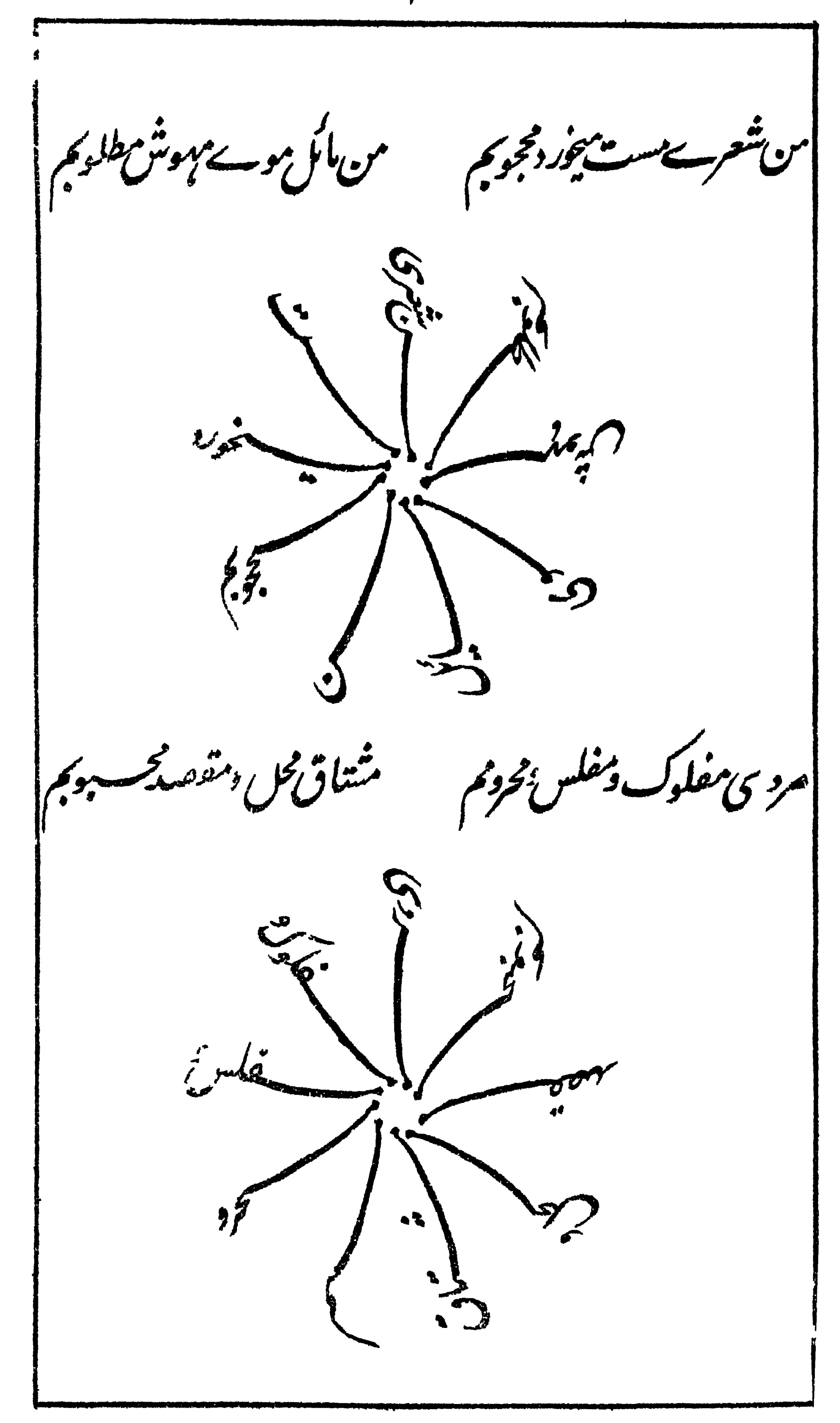
صنعت تضاد

میخواهم از خدا و نمیخواهم از خدا	دیدن حبیب را و ندیدن رقیب را

تمت


امتحان زیرکان


ماه من مستانه می میخور میانِ میکده
موی مشکینِ تو می بخشد مرا هم مدام
مستی مکن و میان مستان
ماه منور نمای


من شعرے مست میخور د مجوبم
من مائل موے مہوش مطلوبم
مردی مفلوک و مفلس محرومم
مشتاق محل و مقصد محبوبم

مسنجی

[illegible]

تمت

۱۰